...: اور اسی طرح ہم نے دکھادی ابراہیم کو ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی تا کہ وہ
...ئیں کامل یقین کرنے والوں سے۔

ان تینوں کشفوں کے واسطے مراقبات، تصورات، تخیرات کی اشد ضرورت ہے۔
...نہ نور، تنفس نور، خود نویسی مشق ہونی چاہیے۔ ان مشغول میں پہلے یہ ہوتا ہے کہ ذہنی
...یت سلب ہو جاتی ہے۔ لاشعور مشق کے خلاف زبردست مزاحمت کر رہا ہے۔ مزاحمت
...نے دو اور تم مشق جاری رکھو تو مشق جاری ہونے پر پیش گوئی کرنے کی صلاحیت پیدا ہو
...ا ہے۔ مثلاً تم کسی شخص کے ساتھ گفتگو کر رہے ہو تو اس کے بات شروع ہونے سے پہلے
...ات معلوم ہو جاتا ہے۔ اس کو کشف القلوب کہتے ہیں۔

کشف القلوب کی ایک دوسری علامت یہ بھی ہے کہ اگر شخص موجود نہ بھی ہو مگر
...ب اس شخص کا نام عامل کو معلوم ہو جائے تو بھی اس کے دل کا حال عامل کو منکشف ہو جاتا
...ہے۔ مگر یاد رکھو منکشف حالات فاش نہیں کیا جاوے ورنہ سلب ہو جائیگا اور قبض طاری ہو
...ئے گی۔

...الَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَقَدْ كَانَ فِيْمَا قَبْلَكُمْ مِّنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ ...نْ يَّكُ فِيْ اُمَّتِيْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ

...جمہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے گزری امتوں میں محدث
...تے تھے (جن پر الہام ہوتا تھا) اور اگر میری امت میں کوئی محدث (صاحب الہام)
...ہے تو وہ عمر ہے۔

Marfat.com

بسط یا کشادگی وقبض یا بندش کے متعلق

پہلی کیفیت:

یعنی بسط یا کشادگی کے وقت ذہن کی تمام صلاحیتیں اور قوتیں برسرکار آ
ہیں۔ پھر کچھ روز کے لیے ذہن پر دوسری حالت یعنی قبض یا بندش طاری ہو جاتی ہے اور
محسوس ہوتا ہے کہ ذہن کے تمام دریچے بند ہو کر روح پر حبس طاری ہو جاتی ہے۔ بندش
زمانے میں بظاہر ذہن سست پڑ جاتا ہے لیکن درحقیقت اس وقفے سے فائدہ اٹھا کر وہ
مرتبہ پھر اپنی قوتوں کو جمع کر لیتا ہے اور بسط کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ تو یوں سمجھ لیجئے
جب آپ کام کرتے کرتے تھک جاتے ہیں تو آرام کرنے کے لیٹ جاتے ہیں۔ آ
کے وقفے میں تھکن دور ہو جاتی ہے اور جسم دوبارہ کام کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

ذہنی فعلیت کا قانون بھی یہی ہے۔ بندش یا قبض اکثر دیکھا گیا ہے کہ مر
جبکہ فیض اور ترقی سے بندرہ جاتے ہیں تو وہ اسی سبب سے بند ہو جاتے ہیں کہ شیخ کے
دل کو نہیں لگاتے ہیں اور اس پر یقین نہیں رہتا ہے اور محبت صادقہ نہیں ہوتی اور
اعتراض کرنا فیض کے دروازے کو بند کر دیتا ہے۔

**حَتّٰی حَزِنَ النَّبِیُّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فِیْ مَابَلَغْنَا
عَدَا مِنْہُ مِرَارًا کَیْ یَتَرَدّٰی مِنْ رُءُوْسِ الْجِبَالِ فَکُلَّمَا اَ
بِذَرْوَۃِ جَبَلٍ لِکَیْ یُلْقِیْ مِنْہُ بِنَفْسِہٖ یَتَرَاءٰی لَہٗ جِبْرَائِیْلُ عَ
السَّلَامُ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ حَقًّا فَیَسْکُنُ لِذٰلِ**

Marfat.com

ہٗ وَتُقِرُّ عَیْنُہٗ حَتّٰی یَرْجِعَ

ہ: کچھ عرصے کے لیے نزول وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا جس سے حضور صلی اللہ علیہ والہ پونور علیہ الصواۃ والسلام از حد غمگین ہوئے کئی بار پہاڑوں کی چوٹیوں پر اس لیے گئے کہ ماسے آپ کو نیچے پھینک دیں جب بھی اس خیال سے حضور پہاڑ کی کسی چوٹی پر پہنچتے تو نیل سامنے نظر آنے لگے اور کہتے اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے سچے ں ہیں یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دل کو قرار آتا اور آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور ں آجاتے۔

واردات انقطاع (بند ہو جانا) جو کسی مصلحت سے ہوتا ہے، قبض ہے، خوف بات بڑھ جاتا ہے تو قبض وبسط ہوتا ہے مگر اتنا فرق ہے کہ خوف ورجا آئندہ کی حالت رکے ہوتا ہے۔ اعمال کی وجہ سے سالک سے لذت فی الطاعات مفقود ہو جاتا ہے اور ہے، بوجہ فتور وکسل وملال کے طبعاً پیش آتی ہے۔ اور کبھی بمصلحت امتحان کے کہ یہ حق ہ ب ہے یا لذت کا منجانب اللہ تعالیٰ وارد کی جاتی ہے قبض کا سبب صرف عدم رضائے حق ں بلکہ بعض دفعہ حکمتوں کی وجہ سے قبض طاری کیا جات ہے۔ سالک کی اصلاح کے لیے نبھالنے کے لیے بھی بسط کو سلب کر لیا جاتا ہے تا کہ غرور اور تکبر میں مبتلا نہ ہو۔ جب بندہ ےلیے اللہ تعالیٰ اس کو اس کے حسد اور اس کے اہل اور اس کے مال کو کسی بلا میں مبتلا کر دیتا اور یہ قبض کہلاتا ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس مرتبہ کو حاصل کر لیتا ہے للہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہوا تو یہ بسط کہلاتا ہے۔

Marfat.com

اے سالک جب تجھے قبض پیش آئے تو اس سے دل گرفتہ نہ ہو کہ وہ تیری ا
کا ذریعہ ہے۔ قبض منافع میں بسط سے بھی زیادہ ہے۔ گو عین قبض کے وقت وہ منافع م
نہ ہوں مگر بعد میں اکثر معلوم ہو جاتے ہیں اور اگر معلوم نہ بھی ہوں تب بھی حاصل تو ہو

ہیں۔ حدیث مبارکہ ہے کہ

انَ اللّٰه عند مُنکَسِرَةِ الْقُلُوبِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ شکستہ دلوں میں ملتا ہے۔

قبض فی نفسہ تو مضر نہیں مگر جب اس کا سبب کوئی فعل قبیح ہو تو قبض مضر ہے۔
کی اصلاح یہی ہے کہ اس فعل کا تدارک کیا جائے جو امر غیر اختیاری کو محمود ہے۔ قبض
حالت نافع ہے۔ اس کا علاج ضروری نہیں اس کے بعد خواص قبض رہے یا جائے دو
حالتوں میں رضا و تفویض ضروری ہے۔

علاج:

غسل تازہ کر کے کپڑے صاف پہن کر عطر لگا کر دو رکعت نفل پڑھ کر 00
استغفار کرنا اور 1000 بار **یَا بَاسِطُ** پڑھنا قبض کے لیے نافع ہے۔

ذکر:

جس قدر ذکر ہو سکے کر لیں اگر کسی قدر تکلیف بھی کرنی پڑے تو کرے اور اگ
اس میں دلچسپی بھی نہ ہو اور جس سے زیادہ تکلیف ہو اس کو تخفیف کر دے اور استغف
کثرت رکھیں اور جب تک یہ حالت رہے اپنے شیخ کی طرف توجہ کر کے رہے۔ انشا اللہ

Marfat.com

ت جلد یہ حالت رفع ہو جائے گی۔ سب بزرگوں و یہ حالات پیش آتے ہیں۔ یہ راہ قطع
نے کی علامت ہے یہ سب راستوں کی کھائیاں ہیں۔

ثال قبلہ بابا مبارک:

بچے مجھے کسی نے نہ پہچانا میرے مریدین مجھ پر قسما قسم کے الزامات لگاتے ہیں
ب روٹی اچھا ملا لنگر میں اچھا کھانا تیار ہوا تو سب کہتے ہیں کہ شہنشاہ دے شہنشاہ اور اگر
ں تو پھر شہنشاہیت نہیں ہے۔ دیکھو بچے یہ لوگ کہتے ہیں کہ قبلہ حرام کھاتا ہے اور لوگوں
ے عوضیں لے لیتا ہے۔ حکم مرید کو چاہیے کہ اپنے شیخ کے سامنے اور آگے اس طرح رہے یا
نا چاہیے جیسا کہ میت غسال کے آگے ہوتا ہے۔

دماغ کے متعلق

**تَطْمَعُونَ اَنْ يُّؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ
لّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ.** (البقرہ ۲: ۷۵)

جمہ: اے مسلمانو، کیا تم یہ امید رکھتے ہو کہ (یہ یہودی) ایمان لائیں گے تمہارے لئے
ے حالانکہ ایک گروہ ان میں ایسا تھا جو سنتا تھا، کلام الٰہی کو پھر بدل دیتے تھے خوب سمجھ لینے
کے بعد جان بوجھ کر۔

ماغ:

اٹھائیس جوڑوں کا ایک آلہ ہے جو کہ توازن خود قائم رکھتا ہے۔ یہ ایک ایسی مشین
ہے جو باسٹھ ہزار میل لمبی رگوں کا انسانی جسم کے رگوں اور پٹھوں کی مجموعی لمبائی کے ذریعہ

اپنی توانائی کی مقدار پمپ کرتا ہے۔ دماغ کے کروڑوں وارننگ سگنل ہیں دماغ ایک ٹیلی فون نظام کا مرکز ہے جو ستر سال انسان کا اوسط عمر تک بغیر کسی اور ہالنگ کے کام کرتا ہے۔

یہ دوربین کا کام بھی کرتا ہے اور خوردبین کا کام بھی کرتا ہے۔ اس کا کام رجسٹرڈ کرنا بھی ہے اور رجسٹرڈ کرنا بھی ہے اور براڈ کاسٹ کرنا بھی ہے اور کیا بھی ہے۔ صرف یہی نہیں دماغ اور بہت کچھ ہے۔ یہ مرکز حکومت ہے، عدالت عالیہ ہے، پارلیمنٹ ہے، تجارت گاہ ہے، پولیس اور پولیس کا تھانہ بھی ہے، ٹیلی فون اور ٹیلی فون کا ایکسچینج بھی ہے، عبادت خانہ بھی ہے، فنون لطیفہ کی نمائش گاہ ہے، سیاست دان ہے، صنعت کار ہے، سائنس دان ہے، مریض ہے، معالج ہے، حاکم ہے، محکوم ہے، صوفی ہے، مومن ہے، مولوی ہے، ولی ہے، منکر ہے، ملحد ہے، خدا پرست ہے، خود پرست ہے، اقلیت پسند ہے، اوہام پرست ہے، صالح ہے، مجدد ہے، احمق ہے، مجنون ہے، عاشق ہے، معشوق ہے، آرٹسٹ ہے، موسیقار ہے، وقاص ہے، اداکار ہے، مجسمہ تراش ہے، پیغمبر ہے۔

یوں سمجھ لیجئے کہ جو کچھ ہے دماغ ہے، دماغ سے مطلب ہے، انسانی ذہن انسانی شعور ہے۔ مراقبہ کی کیفیت میں ہوتا یہ ہے کہ انسان کے دل و دماغ کی تمام قوتیں صرف ایک نقطہ پر مرکوز ہو جاتی ہیں۔ اور کسی دوسری خیال کی روح ذہن میں داخل نہ ہونے پاتی۔ تمام خیالات، تمام تصورات، تمام سوچ و بچار اور توجہ کی تمام تر قوت صرف ایک مرکز پر قائم ہو کر رہ جاتی ہے۔ اسی طرح روح پر سرور اور نشے کی وہ عجیب و غر

یت طاری ہوتی ہے کہ سبحان اللہ آدمی محسوس کرتا ہے۔ کہ وہ کائنات کا جز نہیں ہے بلکہ
ئے خود کائنات ہے۔ بلکہ اس سے بھی بلند تر کوئی چیز وہ محسوس کرتا ہے کہ بوند سمندر سے
ذرہ سورج سے ہم کنار ہو کر بوند خود سمندر بن گئی اور ذرہ خود سورج قرار پایا گیا۔

اس کیفیت میں پہنچ کر منصور نے **اَنَا الْحَقّ** کا نعرہ بلند کر دیا تھا لیکن جو اہل حق
اجب مراقبہ کے اس آخری درجہ میں پہنچتے ہیں تو ان کی زبان پر "انا" نہیں صرف "حق
ق" ہوتا ہے۔ مراقبہ کی حالت میں جسم پر مستی اور دماغ پر اونگھ اور ہاتھ پاؤں پر بے حسی
ی ہو جاتی ہے اور اعصابی توانائی کی تمام موجیں جسم کے بجائے ذہن کی طرف بہنے لگتی
ں۔ جس طرح ہاتھ پاؤں اور جسم کی دوسرے اعضاء ہماری مرضی اور ارادے کے تابع
ں اسی طرح ذہن بھی انسانی قدرت کا محکوم ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہم جسم کو توانائی
ں سے حرکت دینے پر قادر ہیں مگر ذہن کو حرکت نہیں دے سکتے۔ اپنی سوچ پر غالب نہیں
سکتے۔ یہ بات ہمارے بس میں نہیں ہے کہ ایک لمحہ کے لیے بھی کسی خیال پر اپنی گرفت
تم رکھیں۔ ایسا لگتا ہے کہ خیالات کی رفتار ہمارے قابو سے باہر ہے اور ہم ذہن کے ہاتھ
کٹھ پتلی کی طرح ناچ رہے ہیں۔

دماغ:

جسمانی تناسب سے عورتوں کا دماغ مردوں کی نسبت بڑا ہوتا ہے۔ لیکن وزنی
ب سے مردوں کا دماغ عورتوں کی نسبت بڑا ہوتا ہے۔

مرد کے دماغ کا وزن تقریباً تین پاؤنڈ اور آٹھ اونس ہوتا ہے اور عورت کے دماغ

Marfat.com

کا وزن دو پونڈ اور گیارہ اونس ہوتا ہے۔

۳۔ تمام جانوروں میں چیونٹی کا دماغ اس کے جسم کے مقابلہ میں بڑا ہوتا ہے

باقی کا دماغ سب سے چھوٹا ہوتا ہے۔

ذہانت کل ہے اور یاداشت جز ہے۔ یاداشت ذہانت نہیں امر ذہانت ۔

قدرت کاملہ نے انسان کے دماغ میں ایک عجیب وغریب چیز عطا کی ہے یہ ہمارے

کھوپڑی کے اندر ایک بچہ ہے جو حواس خمسہ کا ارسال شدہ ہے۔ تاثیرات کو حاصل کر

ان کی ترجمانی کرتا ہے۔ اس بھیجے یا دماغ میں بے شمار چھوٹے چھوٹے خانے ہیں

حواس خمسہ کے احساسات کو حاصل کر کے چشم زدن میں مختلف اعضاء اور اعصاب

مناسب احکامات بھیجتے ہیں۔

پیدائش کے فوراً بعد حواس خمسہ بتدریج کام شروع کر دیتے ہیں۔ یہ تمام تاثیر

خلیے دماغ میں پہنچتے ہیں۔ اسی طرح تجربہ حاصل ہوتا رہتا ہے۔ سالہا سال کے تجربے

سوچنے کی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ جب کوئی واقعہ پیش آتا ہے تو دماغ کے خانے باہم

رسانی کے ذریعہ پرانے تجربات کو یاد کر لیتے ہیں۔

ذہانت کے متعلق

ذہانت:

ذہانت ایک ایسی فطری اور ذاتی قابلیت ہے جس کی مدد سے انسان اپنے فکر

میں اصلاح وترقی اور اپنے ماحول میں کامیابی حاصل کرنے میں آسانی محسوس کرتا ہے

Marfat.com

ظہ:

حافظہ دماغ میں خلیہ ہے جو دس ارب ریشوں اور اعصابی ذرات کا مجموعہ ہے۔
می اپنے دماغ میں دو صد کھ ب معلومات جمع کر سکتا ہے۔ بالغت کی عمر میں فرد کی
ت اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہے اور اس کے بعد نہیں بڑھتی۔ ذہانت اٹھارہ سال تک ترقی
ں ہے اس کے بعد ٹھہر جاتی ہے۔ چنانچہ جوانی کے دنوں میں ذہانت میں اضافہ کی
ت جوان شخص زیادہ عاقل اور فہیم ہوتا ہے۔

انت کے فائدے:

انسان ذہانت کی بدولت اپنی فطری جبلتوں اور رجحانات کو مفید اور تعمیری کاموں
ں استعمال کر سکتا ہے۔ ذہانت سے انسان کے تخیلات قوت استدلال اور غور و فکر اور
ت اور تحریر و تقریر میں زور پیدا کر دیتی ہے۔ ذہانت سے انسان نئے نئے حالات سے
نے کے قابل ہو جاتا ہے۔ ذہانت انسان کا وقار بلند کر دیتی ہے جس سے اس کی ترقی سے
کانات بڑھ جاتے ہیں۔

حبس دم کے متعلق

وَيُصَلِّيْ وَجَوْفُهٗ يَزِيْرُ كَزَئِيْرِ الْمِرْجَلِ.

جمہ: آپ نماز پڑھتے تو آپ کے سینے سے ایسی آواز آتی جو ہنڈیا کے ابلنے کی طرح آتی
ہے۔

تجربہ سے معلوم ہوا کہ یہ کیفیت غلبہ بقاء اور اس کے ضبط سے ہوتی ہے اور یہ تجربہ

ست ثابت ہے غلبہ کے وقت ضبط کرنے سے سانس رک جاتا ہے۔ پس جو امر حضور صلی
علیہ والہ وسلم سے لازم آ گیا ہے اس کے نافع ہونے میں تو شبہ ہی نہیں ہوسکتا ہے۔ پھر
ولی اس کا تحصیلاً و اکتسباً التزام و اہتمام کرے تو کیا حرج ہے یعنی جائز ہے۔ اگر شیخ
مراقبہ یا شغل مناسب تجویز کرے اور اس کا اتباع کرے لیکن اشغال میں شغل رابطہ اور
شیخ اور مراقبات میں مراقبہ وحدۃ الوجود بوجہ اس کے کہ خواص کو بھی مضر ہوتا ہے متروک
کرنا ہے۔

اکمل انسان کے متعلق

اکمل انسان کی تعریف یہ ہے کہ انسان کے واسطے تین قائدے ہیں۔

۱۔ توحید ۲۔ فقر ۳۔ ادراک

جس نے ان تینوں پر عمل کیا اور پورا کیا تو وہ کمال انسانی کو پہنچ گیا اور اخلاق
روحانی اور خلق رحمانی اس کو حاصل ہوا جس سے وہ پورا تصوف کرسکتا ہے۔

باب سماع کے متعلق

اِنَّ اِمْرَأَۃً اَتَتِ النَّبِیَّ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ نَذَرْتُ اَنْ اَضْرِبَ
عَلٰی یَدَیْکَ بِالدَّفِّ

ترجمہ: بے شک ایک عورت نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور کہا
بے شک میں نے نذر مانی ہے کہ آپ کے سامنے دف بجاؤں۔

اس حدیث سے سماع ثابت ہوا کہ انبیاء اور اولیاء اللہ کے واسطے دف بجانا جائز

Marfat.com

ت ہوا اور یہاں سے سماع جائز ہے۔

سماع کے آداب

سماع کے آداب کے لیے تین شرطیں ضروری ہیں۔

وقت ۲۔ مکان ۳۔ یاران جلسہ کا لحاظ کرنا

ت:

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ وقت کی رعایت سے یہ مراد ہے کہ سماع
خود ہونے کے وقت جھگڑا نہ ہو۔ نماز کا وقت نہ ہو یا کوئی اور ایسا وقت نہ ہو کہ جس میں
پیش ہو اور دل نہ لگے تو اس وقت سماع سے کچھ فائدہ نہیں ہے بلکہ نقصان ہوتا ہے۔
ع راحت دل ہے اور اہل محبت کو جنبش دینے والا ہے۔

کان:

مکان کی رعایت سے مراد یہ ہے کہ چلتا ہوا راستہ نہ ہو یا بری جگہ یا مکان میں نہ
یا کوئی ایسا سبب نہ ہو جس سے دل اس طرف بھٹکے۔ اس مکان سے اجتناب کرنا چاہیے
کان کے نزدیک کوئی شور نہ ہو۔

ران جلسہ کا لحاظ:

یاران جلسہ سے مراد ہے کہ کوئی غیر جنس سماع کا منکر نہ ہو یا زاہد خشک دلوں کو
ف سے بے بہرہ مجلس میں نہ ہو کیونکہ ایسے شخص کا موجود ہونا گراں گزرتا ہے۔ اور اگر
تردنیادار ہوگا اس کا لحاظ کرنا پڑے گا یا کوئی فرضی بنا ہوا صوفی کہ وہ فرضی وجد لاتے ہیں

اور پڑھے پھاڑتا ہے یا زیادہ شور کرتا ہے۔تو ایسے لوگ دل کو پریشان کرتے ہیں ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔اگر یہ شرطیں نہ ہوں تو راگ کا سننا بہتر ہے اور حلال ہے۔

آداب دویم:

شیخ کو چاہیے کہ موجودین وقت کو دیکھ لینا چاہیے کہ اگر مریدوں کو سماع سے ہوتا ہے تو ان کے سامنے راگ نہ سنے اور اگر سنے تو ایسے مریدوں کو کسی اور شغل میں مشغول کرنا چاہیے۔وہ تین قسم کے ہیں۔

۱۔ مکر تے والا جو کہ اس کو سماع کا مزہ نہیں تو ایسے مرید کو سماع میں مشغول ہونا فائدہ ہے۔اس لیے کہ نہ تو وہ کھیل والوں میں ہے کہ کھیل ہی کھیلے اور نہ ذوق والوں میں ہے کہ سماع کے ذوق سے مزہ پائے تو ایسے شخص کو کسی اور کام میں لگایا جائے یعنی ذکر میں مشغول کرنا چاہیے ورنہ سماع میں بے فائدہ وقت ضائع کرے گا۔

۲۔ سماع کا ذوق تو ہے مگر ابھی تک نفسیات اور شہوت بشری باقی ہے۔اس کو بھی محفل میں شامل نہ کیا جاوے۔

۳۔ وہ مرید جو کہ اس کی شہوت بھی ٹوٹ گئی ہے اور اس کی آفتوں سے بھی محفوظ ہے اور بصیرت اور دل پر محبت غالب ہے مگر اس نے ابھی علم ظاہری کی تحصیل بخوبی نہیں کی اور نہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے صفات سے واقفیت ہے۔تو ایسے شخص کے سامنے اگر باطل ہو تو جو کچھ سنے گا تو اس کو خداوند تعالیٰ کے حق میں ڈھائیگا خواہ واقع میں جائز ہے یا ناجائز۔پس اس صورت میں راگ سے فائدہ ہوتا ہے اور جو بجائے فائدہ کے ضرر زیادہ ہوگا بلکہ کفر تک پہنچ جائے گا۔

ال:

ابوالحسن ہجویری فرماتے ہیں کہ میں کرمان سے شیخ ابواحمد مظفر کی خدمت میں حاضر انہوں نے کہا کہ کسی چیز کی ضرورت ہے تو میں نے جواب دیا کہ سماع کی ضرورت ہے تو نے ایک قوال کو بلوایا اور کہا کہ حضور کے سامنے قوالی ہوئی۔ شیخ ابواحمد نے دریافت کہ طبیعت پر کیا اثر ہوا؟ میں نے فرمایا کہ بڑی مسرت ہوئی۔ شیخ ابواحمد نے فرمایا کہ اس وقت تک ہوتا ہے جبکہ مشاہدہ نہ ہو اور جب مشاہدہ ہو جاتا ہے تو سماع کی خواہش بخود ہٹ جاتی ہے۔ سماع کی عادت نہ ڈالنا۔ ایسا نہ ہو کہ طبیعت کافر بن جائے اور ہمہ سماع میں نہ رہو۔ (کشف المحجوب ۴۵)

سماع کی تشریح حسب ذیل ہے۔ سماع تین قسم پر ہے

۱۔ حلال ۲۔ حرام ۳۔ مباح

لال:

اے عزیز اس بات کو جان اور پہچان لو کہ حق تعالیٰ کا ایک بھید ہے اور وہ ایسا پوشیدہ ہے جیسا کہ دودھ میں گھی یا آگ لوہے اور پتھر کے درمیان میں پوشیدہ ہے۔ جس طرح لوہا پتھر پر مارنے سے آگ جو پوشیدہ ہے نکلتی ہے اور صحرا میں آگ لگ جاتی ہے۔ اسی طرح سے انسان کے دل میں حق تعالیٰ کا عشق اور محبت کا بھید ہے جو کہ پوشیدہ ہے۔ اسکو اسی طرح اچھی موزوں آواز کے سننے سے انسان کے دل کو جنبش ہوتی ہے اور بے قراری دل میں ایک چیز پیدا ہوتی ہے۔ اس شخص کے لیے سماع کی ضرورت ہے اور اس کے

Marfat.com

واسطے حلال ہے تا کہ وہ آگ زیادہ ہو جاوے۔

حرام:

جس کے دل میں محبت باطل ہے اس کے لیے سماع حرام ہے اور زہر قاتل اس لیے اس میں علماء کا اختلاف ہے اور وہ کہتے ہیں کہ سماع حرام ہے۔ یعنی بعض کے لیے سماع حرام ہے اور بعض لوگوں کے لیے سماع حلال ہے اور بعض کے لیے

مباح:

جس کا دل دونوں سے خالی ہے مگر کھیل کے طور پر سنتا ہے اور طبیعت کے حکم لذت پاتا ہے تو اس کے واسطے مباح ہے۔ خوش آوازی خواہ تلاوت قرآن پاک تلاوت حدیث مبارکہ، خواہ صفت اللہ تعالیٰ، خواہ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ خواہ کسی ولی کا ہو اور خوش آواز ہو اور قرعہ بھی اچھا ہو تو جائز ہے اور اگر کوئی شخص قرآن شریف کی تلاوت کرے اور اس کا قرعہ درست نہ ہو اور آواز خراب ہو تو دنیا کا کوئی سننے کے لیے تیار نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ بھی خوش نہیں ہوتا ہے۔

جس عالم نے حرام کہا وہ فقط اہل ظاہر سے ہے کیونکہ اسے یہ معلوم نہیں حقیقت میں خدا کی محبت انسان کے دل میں نزول فرماتی ہے اور وہ پوشیدہ ہے کیونکہ کہتے ہیں کہ آدمی اپنے جنس ہی کو درست رکھ سکتا ہے۔ جو چیز اس کی جنس سے نہ ہوگی اس شے اس چیز کی مانند ہوگی اسی آدمی کو کیونکہ درست رکھ سکے گا تو اس عالم کے نزدیک

Marfat.com

ق کے سوا اور کوئی عشق ہونے کی صورت ممکن نہیں ۔ اگر عشق خالق دل میں صورت
ے بھی خیال تشبیہ سے ہے اور یہ دونوں کے نزدیک ۔ ہے۔ اس سبب سے وہ
ہتا ہے کہ سماع کھیل ہے یا مخلوق کے عشق سے ہے اور یہ د باتیں دین میں مذموم
ور بری ہیں۔ اور جب پوچھتے ہیں کہ خدا کی محبت اور دوستی ۔ مخلوق پر واجب ہے
یا معنی ہیں تو کہتا ہے کہ فرمانبرداری اور عبادت گزاری۔

امام غزالی کہتے ہیں کہ سماع کا حکم دل سے لینا چاہیے۔ اس واسطے کہ جو چیز دل
نہ ہو، سماع اسے دل میں پیدا نہیں کر سکتا ہے بلکہ جو کچھ دل میں ہوتا ہے اس کو سماع
ت دیتا ہے اور جس شخص کے دل میں ایسی چیز ہے جو شرع میں محبوب ہے اور اس کا قوی
مطلوب ہے اور جب سماع اس چیز کو اور زیادہ قوی کرے گا تو سننے والے کو ثواب ہوگا
س کے لیے حلال ہے۔ اور جس شخص کے دل میں ایسی باطل چیز ہے جو شرع میں مذموم
دی ہے تو سننے والے کو سماع سے عذاب ہوگا۔ اس شخص پر حرام ہے اور اس کے لیے زہر
ا ہے۔ یہ کہنا واجب نہیں ہے کہ سماع چونکہ خوش ہے اور اچھا معلوم ہوتا ہے اس لیے مباح
حرام ہے کہ اس میں کچھ فریب ہے کیونکہ چڑیوں کی آواز خوش ہے اور مرغوب حرام نہیں
ہ سبزہ آب رواں اور گل شگوفہ کی سیر سب خوش ہے اور اچھی معلوم ہوتی ہے حرام نہیں
ور اچھی آواز کانوں کے حق میں ایسے ہے جیسے آنکھ کے حق میں سبزہ اور آب و گل شگوفہ
اک کے حق میں بوئے مشک اور زبان کے حق میں اچھا کھانا اور عقل کے حق میں اچھی
ا حکمتیں ہیں۔

Marfat.com

یعنی آنکھ، ناک، کان، زبان، عقل ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ لذت
ے حرام نہیں ہے تو پھر سماع سے جو دل پاتا ہے اور روح خوش ہوتا ہے تو کیسا حرام
سماع حرام نہیں ہے تو اس پر ایک زبردست دلیل ہے کہ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ
روایت ہے کہ عید کے دن مسجد میں حبشی کھیل اور بازی کرتے تھے تو رسول اللہ صلی ا
والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو تو میں نے کہا ہاں میں چاہتی ہوں تو
صلی اللہ علیہ والہ وسلم دروازے پر کھڑے ہوئے اور دست مبارک بڑھائے حتیٰ کہ میں
اپنی ٹھوڑی آپ کے دست مبارک پر رکھی اور اتنی نظارت اور سیر کی جب دیر زیادہ
آپ نے کہا بس نہ کرو گی؟ میں نے کہا نہیں۔

اس سے پانچ مسائل ثابت ہوئے

۱۔ کھیل اور رقص بازی کا دیکھنا

۲۔ مسجد میں کھیل بازی

۳۔ حضرت بی بی عائشہؓ کو تماشہ کے لیے لے جانا کہ تم چاہتی ہو تو دیکھو۔

۴۔ حضرت بی بی عائشہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تو چاہتی ہو
تماشہ دیکھو اور فرمایا تقاضہ ہے یہ ویسا نہیں کہ وہ دیکھتی ہوتیں اور آپ خاموش رہتے
تھا کہ کوئی کہتا کہ آپ نے ان کو رنجیدہ کرنا نہیں چاہا کیونکہ رنجیدہ کرنا بدخوئی ہے۔

۵۔ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خود بی بی عائشہؓ کے ساتھ دیر تک کھڑے
کیونکہ نظارہ بازی آپ کا کام نہ تھا حضرت بی بی عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں لڑکی

Marfat.com

کی عادت کے موافق میں گڑیاں گڈے سنوارتی اور چند لڑکیاں بھی میرے پاس
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم گھر آتے تو لڑکیاں بھاگ جاتیں تو رسول اللہ
علیہ والہ وسلم لڑکیوں کو واپس میرے پاس بلواتے اور میرے پاس بھجواتے۔

:ا

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ عید کے دن دو کنیزیں میرے پاس دف بجا کر
ہیں۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور دوسرے طرف منہ
بچھونے پر سو رہے۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ تشریف آور ہوئے اور ان
کو ڈانٹا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دولت خانے میں مزمار
تو اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کے اے ابو بکر صدیقؓ ان سے
بردار ہو کیونکہ آج عید کا دن ہے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دف بجا کر گانا مباح
اس میں شک نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گوش میں آواز پہنچتی تھی تو
سننا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس کے انکار سے منع فرمانا اس کے مباح ہونے پر
دلیل ہے۔

:ا

حرام یہ کہ دل میں کوئی بری صفت ہو یعنی رنڈی یا لونڈی کی محبت ہو اور اس کے
اور شوق بڑھنے اور اس کے سامنے سماع میں مشغول ہونا تا کہ لذت زیادہ ہوئے تو
نے سننے سے جس میں زلف اور خال اور جمال کا ذکر ہو اور گانے سننے والا اپنے

Marfat.com

معشوق، لونڈی کا خیال باندھے تو یہ سماع حرام ہے اور اکثر جوان لوگ انہیں ہوتے ہیں اس لیے یہ سماع ان کے لیے حرام ہے کہ عشق باطل کی آگ کو تیز کرے جس آگ کو بجھانا واجب ہے اس آگ کا بھڑکنا کیونکہ درست نہ ہوگا یعنی حرام ہے یہ عشق اپنے جورو یا لونڈی کے ساتھ ہے تو یہ راگ تمتع دینا جب تک طلاق ڈالے تب تک مباح ہے اور پھر حرام ہو جائے گا یعنی اپنے جورو یا لونڈی کی محبت میں سماع مباح ہے اور جب وہی جورو یا لونڈی کو طلاق دے یا بیچ ڈالے اور پھر سامنے یا ان کے محبت میں سماع دیکھے تو یہ حرام ہوگا۔

حلال:

حلال یہ ہے کہ دل میں کوئی اچھی صفت ہو کہ سماع اس صفت کو قوت دے چار قسم پر ہے۔

۱۔ کعبہ کی طرف جانا یا جنگل کے اندر جانے کی صفت میں گائے۔

۲۔ حاجیوں کے اشعار گائے جائیں۔

۳۔ خانہ خدا کے اشعار گائے جائیں۔

۴۔ جہاد کے اشعار ہوں تو یہ تمام حلال ہیں اور بڑا ثواب ہے۔

حلال سرودنوحہ:

جو رونا لاتا ہے دل میں رنج بڑھاتا ہے ثواب ہے ایمان میں جو تقصیر کرتا ہے گناہوں پر پشیمان ان کے لیے ثواب ہے۔

ردل میں رنج ہے اور نوحہ کرے تو حرام ہے یعنی کسی کا اپنا رشتہ دار یا عزیز مر گیا
کرے تو حرام ہے۔

ں میں خوشی ہو اور اسی کو زیادہ کرنے کے واسطے سماع کرے تو یہ حلال ہے یعنی
ہ، عقیقہ، پیدائش اولاد، ختنہ، خیریت سے پہنچنا جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ
پہنچے تو گاؤں کے لوگ جمع ہو گئے اور لڑکیوں نے دف بجا بجا کر خوشی کی اور یہ
ے۔ اشعار یہ ہیں جو کہ تمام کتابوں میں درج ہیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَادَعٰى لِلّٰهِ دَاعِ

اسی طرح عید کے دن خوشی کرنا، یا نذر ماننا کہ اگر میرا یہ کام ہو جائے تو میں سماع
حلال ہے۔

کسی کے دل پر خدا تعالیٰ کی محبت غالب ہو کر عشق کے مرتبہ پر پہنچ گئی ہو تو اس
سماع ضروری ہے اور حلال ہے۔ جس چیز کے سبب سے خدا تعالیٰ کی دوستی زیادہ
جذبہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ صوفیوں کا سماع اصل میں اس سبب سے تھا کہ اللہ جلہ شانہ
پہنچ جاویں مگر ان لوگوں کے سبب سماع اب رسم ہو گیا ہے جو ظاہری میں صوفیوں کی
رہیں اور باطن میں ان کے مذاق اور معنی سے مفلس اور بے بہرہ۔

Marfat.com

آتش عشق الٰہی بھڑکانے میں سماع بہت بڑا اثر رکھتا ہے۔ صوفیو
ایسا ہوتا کہ سماع پر اسے شفاء ہوتا ہے اس کے سبب سے وہ لطف حاصل کرتا
غیب سے سماع کی بدولت ان لوگوں پر طاری ہوتی ہے اسے یہ لوگ وجد کہتے
ہے کہ ان لوگوں کا دل حالت سماع میں ایسا پاک اور صاف ہو جاتا ہے جیسے چ
میں رکھنے سے صاف ہو جاتا ہے۔ اور سماع دل میں آگ لگا دیتا ہے اور سا
دل سے دور کر دیتا ہے اور یہ حرارت اور دفع کدورت جو سماع سے حاصل ہوتی
ریاضتوں سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔ روح انسان کو عالم ارواح سے جو مناسب
سماع اسی نسبت سے حرکت دیتا ہے حتیٰ کہ ایسا ہوتا ہے کہ روح کو اس عالم سے
لیتا ہے یہاں تک کہ جو کچھ اس عالم میں ہوتا ہے، صوفی کو اس کی مطلق خبر نہیں
بھی ہوتا ہے کہ صوفی کے اعضاء کی قوت ساقط ہو جاتی ہے اور وہ گر پڑتا ہے اور
جاتا ہے۔ ان حالات میں جو ٹھیک ہے اور اصل ہے اس کا بڑا درجہ اور ثواب
ہے۔

سماع کے انکار کے متعلق

جو شخص صوفیوں کے سماع اور وجدان کا انکار کرتا ہے تو وہ اپنی تنگ د
کی وجہ سے انکار کرتا ہے اور اس کا انکار کرنے میں معذور اور بے قصور ہے۔ اس
چیز خود اسے حاصل نہیں اس کا ایمان لا سکنا مشکل ہے۔ اس کی مثال جیسے مخنث
مخنث اس بات کا باور نہیں کرتا ہے کہ صحبت کرنے میں بڑی لذت ہے۔ اس

Marfat.com

آدمی لذت پا سکتا ہے کیونکہ محنت کے واسطے خدائے تعالیٰ نے شہوت ہی نہیں
ہ کیونکر لذت صحبت کو مانے۔ اسی طرح سبزہ رواں یا آب رواں گل شگوفہ وغیرہ
ذت ہوتی ہے۔ اگر اندھا اس سے انکار کرے تو کیا تعجب ہے کیونکہ خدا تعالیٰ
لہ ہی نہیں دی ہے جس سے وہ نظارت بازی کرے۔ لذت کو پہچان سکے لیکن جو
وکہ اسے خود جو بات حاصل نہیں اور اس بات کو اوروں کے واسطے بھی محال جانتا
بڑا احمق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

مُهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ (الاحقاف ۱۱:۴۶)

جب انہیں ہدایت نصیب نہیں ہوئی قرآن پاک سے تو یہ اب ضرور کہیں گے کہ
وہی پرانا جھوٹ ہے۔

جہاں مباح کا حکم ہو وہاں بھی پانچ قسمیں ہیں جو درج ذیل ہیں۔

سماع عورت سے یا مرد سے سنے اور سبب شہوت ہو تو حرام بھی ہے۔

جو امر محل شہوت سے نہ ہو وہ سماع مباح ہے۔

اگر پردے کی آڑ میں عورت کی آواز سے سنے اور اگر فتنہ عشق و زنا کا خوف ہو تو
اور اگر خوف نہ ہو تو مباح ہے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ اپنے اپنے نفس کا مطالعہ کرے
رح رجوع ہے۔

جیسے لونڈوں کا چہرہ عورت نہیں ہے اور چہرہ چھپانا فرض نہیں اور مردوں کو انکا دیکھنا
نظر ڈالنا بھی حرام نہیں اسی طرح سے عورت کو اپنی آواز بند رکھنا فرض نہیں ہے اور

مردوں کو انکی آواز سننا حرام نہیں ہے۔ لیکن لونڈوں کو شہوت سے دیکھنا فتنہ لوا
ہو جاتا ہے تو حرام ہے اور اگر شہوت کا خوف نہ ہو تو لونڈوں کو دیکھنا حرام نہیں
طرح سے عورتوں کی آواز سننا بھی حرام نہیں ہے۔ جہاں فتنہ عشق وزنا کا خوف ہ
وہاں آواز سننا حرام ہے۔

د۔ یہ بات ایسی ہے جیسے روزوں میں اپنی جورو کا بوسہ لینا تو اس شخص کے
ہے جو شہوت سے مطمئن اور ایمن ہو اور اس شخص کے لیے حرام ہے جو ڈرتا
شہوت مباشرت تک لے جا کر بلا میں ڈال دے گی یا ڈرتا ہے کہ فقط بوسہ لینے
انزال ہو جائے تو اس وقت حرام ہے۔

نتیجہ سرود:

سرود کی چند قسمیں ہیں جن کے خواص الگ الگ ہیں۔ خوش آواز سے
جاتا ہے اور دیدار کا وسیلہ بن جاتا ہے۔ یہ آواز سراسر رحمانی اور قرب ربانی
عاشقان روحانی اور اہل تصوف فقراء کو نصیب ہوتی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے راہ
شیطان اور نفسیاتی آواز اور ہے دنیاوی سرود سے پریشانی بڑھتی ہے۔ سرود کی آوا
کی معرفت ہے۔ شیطانی اور نفسیاتی سرود اہل دوزخ کافر کی رسم ہے۔ جو بتوں
گاتے ہیں یا دنیادار غلبات شہوت سے زنا کی طلب میں ایسے سرود سے خوش وقت
ہیں۔ ایسا سرود سراسر رجعت ہے اور جو روحانی سرود ہے وہ عارفوں، عاشقوں
محبوبوں، واصلوں، غوثوں، قطبوں، یعنی حال مومنوں، مسلمانوں کے دلوں کی

Marfat.com

یض بخشتا ہے۔ اس سرود سے قرب رحمانی حاصل ہوتا ہے۔ اور اس سے عارف
مقام کا تماشہ دیکھتے ہیں۔ سرود کئی طرح کے ہیں، یعنی چار اقسام پر ہیں۔

حال ۲۔ وصال
رحمانی ۴۔ شیطانی

یہ سب اپنے اپنے تاثرات سے پہچانے جاتے ہیں۔ چنانچہ جو نیک سرود ہے وہ
یلی کی طرف لے جاتا ہے اور جو سرود مردود ہے وہ انسان کو مردود میت تک پہنچاتا
یطانیت کا کام کرواتا ہے۔

سرود عارفوں کے لیے حالت ہے، مجنوں کے لیے طعام ہے، عاشقوں کے لیے
ہے، واصلین کے لیے بمنزلہ شوق ہے۔ سرود کا سننا بعض پر فرض ہے، بعض پر سنت
بعض پر بدعت ہے۔ چنانچہ واصلوں کے لیے فرض ہے، طالب علموں کے لیے سنت
عارفوں کے لیے بدعت ہے اور باقی دنیادار لوگوں کے لیے حرام ہے اور زہ قاتل
یہ دیکھو کہ تم کن فرقہ میں سے ہو۔ سرود تین قسموں پر ہے

اللہ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا صفت ہو۔

صالحین، صدیقین، شہداء، انبیاء کی صفت کے اشعار ہوں۔

تلاوت قرآن پاک حدیث شریف کے سننے کا لائق ہو تو ہر سماع جائز ہے اور حلال

کیونکہ شروع ہوتے ہی سننے والا بے جان ہو جاوے گویا کہ وہ اپنے آپ کو حضور

میں لے گیا ہے اور اپنے جان سے روح نکال کر لا مکاں میں بھیج دیتا ہے۔ یعنی چھوڑ کر روحانی جسم سے حاضر ہوتا ہے اور پھر سرود سن کر زندہ ہو جائے۔ دراصل م یہ ہے کہ جب آواز کان میں آئے تو یکبارگی میں فنافی اللہ کو پہنچ جائے۔ یہ بات ا حاصل ہوتا ہے کہ جس کا دل سلیم اور جان سے بے جان کر کے بحق تسلیم ہو جائے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ سرود ایک وجد ہے جو خوش آواز کے ساتھ فیض اور وحدت سنتا ہے۔ خصوصاً پیر کی نگاہ سے ہوتی ہے۔ "اللہ بس باقی ہوس"

ضمیر کے متعلق

اِذْ جَآءَ رَبَّہٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (الصفت ۳۷:۸۴)

ترجمہ: جب وہ حاضر ہوئے اپنے رب کے دربار میں طلب سلیم کے ساتھ۔

یعنی گمراہ اور غیب سے پاک یہی ضمیر ملہم کے حق میں ہے اور تابع اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہے اور انسان کے اندر کی وہ محسوس کرنے والی آواز جو اندر درپیش مسائل، واقعات اور ذہن میں اٹھنے والے سوالات پر اپنے عمل اور ردعمل کا فیصلہ کرتی ہے۔

ضمیر کا انتہائی تعلق اور مقام بیک وقت دل اور دماغ اور عینی شعور ہیں جب انسان مکمل یکسوئی کے ساتھ خیالات اور تخیرات میں مگن یعنی محو درپیش حالات کو تندا میں حل کرنے کی سعی کرتا ہے اور دل و دماغ یعنی شعور ایک معقول جواب مانگتا ہے تو دل اور دماغ کے مابین طویل بحث کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس وقت ضمیر بحیثیت ثالث

Marfat.com

یا فوقی مباحثہ(Debater) کام کرتا ہے۔

ضمیر بنظر عمیق افعال ثلاثہ (ماضی، حال، مستقبل) کی کسوٹی پر پرکھتی ہے اور تجزیہ یعنی جدا کرتی ہے۔ اور ان کے سامنے ایک ٹھوس اور قابل عمل لائحہ عمل پیش کر کے دل و دماغ میں مفاہمت اور یکسانیت پیدا کرتی ہے۔ بعدازاں دماغ یعنی شعور اختیار کے ساتھ نتیجہ کا اعلان کرتا ہے اور عمل درآمد کا حکم دیتا ہے۔ اس ضمن میں دماغ کو دل کی مکمل حمایت اور تائید حاصل ہوتی ہے۔

ضمیر کی تشریح:

دل میں دو سوراخ ہوتے ہیں۔ یعنی دائیں اور بائیں ان سوراخوں کو دل کے کان کہتے ہیں۔ اور ان سوراخوں میں سے ایک شیطان کی جگہ ہے اور اس میں شیطان ہر وقت موجود ہوتا ہے اور اس کا نام وسواس ہے اور وہ دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور انسان کو برائی پر آمادہ کرتا ہے اور ہر اچھے کام کا یہ نفس "نہیں" میں جواب دیتا ہے۔

دوسرے سوراخ میں رحمان کی جگہ ہے اور اس میں ایک فرشتہ الہامی ملہم کی جگہ ہے۔ یہ ملہم فرشتہ بھلائی اور نیکی کی دعوت دیتا ہے اور ہر وقت اس انسان کو اچھے اچھے کاموں پر آمادہ کرتا ہے اور روح اور شعور کو تابعدار کراتا ہے۔

ان دونوں کو ہی ضمیر کہتے ہیں۔ اگر ملہم کی بات کو قبول کیا جائے تو یہ اچھی ہوگی اور اگر وسواس کی بات کو قبول کرے تو یہ بری ہوگی۔ یہ تمام کام ان دونوں کا ہے یعنی ملہم اور وسواس کا ہے۔ اگر وسواس نے نفس اور شیطان کو طابع کر لیا تو یہ شخص شیطانیت میں اچھا ہوگا

Marfat.com

اور اگر ہم نے روح اور شعور کو تابع کر لیا تو یہ شخص نیکی اور بھلائی کے کام اچھے اچھے کریں گے۔ اسی کو ضمیر کہتے ہیں جو کہ لوگ ضمیر کا نام لیتے ہیں وہ یہ ہیں۔

ضمیر کی اقسام:

عمل کی نوعیت اور حیثیت کے مطابق ضمیر کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ زندہ ضمیر ۲۔ نیم جان ضمیر ۳۔ مردہ ضمیر

زندہ ضمیر

زندہ ضمیر سے مراد یہ ہے کہ دل اور دماغ (یعنی روح اور شعور) ضمیر کے تابع ہوتے ہیں۔ اس کے دیے ہوئے فیصلے کو **اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا** کرتے ہیں جیسا کہ حضرت ابراہیم ؑ جب بیدار ہوتے تو اپنے معبود کے بارے میں سوچتے تو ذہن میں نئے نئے سوالات پیدا ہوتے تھے۔ کبھی انہوں نے سورج کو دیوتا مانا کبھی چاند کو اصل عبدیت کے لائق سمجھا اور کبھی زمین و آسمان، آگ اور پتھر کو محور کائنات تصور کیا۔ مگر ضمیر نے ہر ایک پر نفی میں جواب دیا۔ آخر کار وہ حقیقی خالق انسانیت اور **کُلٌّ فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ** کو پانے میں کامیاب ہو گئے

اور دل و دماغ نے اس کی تصدیق کر دی کیونکہ عبادت کے لائق وہی ہو سکتا ہے جو ان سب اشیاء سے بالاتر ہے بلکہ ان سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور خود محتاج نہیں بلکہ حاجت روا ہے۔ وہ ہر قسم کی خواہش سے بے نیاز ہے۔ وہ قائم اور دائم ہے۔ یہاں پر حضرت ابراہیم ؑ کا دل اور دماغ مطمئن ہو گئے اور وہ اپنے حقیقی اور اصل معبود کی جانب راغب ہو گئے۔

Marfat.com

نیم جان ضمیر:

اس مرض میں وہ لوگ مبتلا ہیں جن کے دماغ اور دل میں سے کوئی ایک ضمیر سے اختلاف رکھتے اور ضمیر کی آواز کو کوئی اہمیت نہ دے جیسا کہ یہودی اور نصرانی وغیرہ ہیں۔ یہ جانتے ہیں اور ان کا ذہن یہ تسلیم کرتا ہے کہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے برحق پیغمبر ہیں اور رسول ہیں لیکن وہ یہ سننے کے لیے تیار نہ تھے کیونکہ وہ زمانے کے مجدد اور نبیوں کے احکامات کے وارث بنے بیٹھے تھے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ (آل عمران ۳:۹۲)

ترجمہ: ہرگز نہ پاسکو گے تم کامل نیکی (کا رتبہ) جب تک نہ خرچ کرو (راہ خدا میں) ان چیزوں سے جن کو تم عزیز رکھتے ہو۔

یعنی جس چیز سے دل بہت لگا ہو اس کا خرچ کرنا بڑا درجہ ہے ثواب اس چیز میں ہے جو کہ خداوند عالم کے لیے حقدار کو چھوڑنے دے تو اس شخص سے اللہ تعالیٰ بہت راضی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو حکم دیا اور یہ آیت نازل فرمائی کہ ان یہودیوں کو اپنی ریاست بہت عزیز ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تابع نہیں ہوتے تھے جب تک وہ ہی ریاست نہ چھوڑیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں تو درجہ ایمان نہ پائیں گے۔ یعنی جو مقام تم کو زیادہ پسند ہے اس کو خدائے عالم کے لیے حقدار کو چھوڑ دینا اللہ تعالیٰ کے لیے حقدار کو نہ چھوڑا تو تم سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاوے گا۔ تو اس آیت کی رو سے یہودیوں

Marfat.com

سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوا کیونکہ حقدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تھے اور یہ انکاری ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو سزا میں مبتلا کر دیا۔ اور روز قیامت میں بھی سزا دے گا اور زمین میں ان کی کوئی حق نہیں ہو گی اور وہ کبھی نہیں چاہتے تھے کہ ان کی عزت و تکریم اس نومولود مگر سچے مذہب کو قبول کر لینے سے کم ہو جائے حالانکہ تورات اور انجیل آپ کی صداقت کی شہادت دیتی تھیں مگر انہوں نے ان الہامی کتابوں میں بھی ردوبدل کر کے ان کی اصلی حالت کو مسخ کر دیا۔

سو اگر چہ دل و دماغ میں سے ایک تو اس حقیقت کو تسلیم کرتا مگر ضمیر کی آواز کو نہ سنا گیا اور اس طرح وہ اس سے بے مراد لوٹے۔ اسی طرح ابوجہل ذہن سے تسلیم کرتا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم جس چیز کا حکم دیتے ہیں وہ بجا ہے لیکن جو دنیا کے لہو ولہب میں ڈوبا ہوا تھا اس کا قابل نہ ہوا حکم۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ (البقرہ ۲:۷)

ترجمہ: مہر لگا دی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

اس آیت کی رو سے مردہ دل ثابت ہوتا ہے کیونکہ بھلائی کی دعوت دل قبول نہیں کرتا ہے۔

Marfat.com

اول طالب کو کیا حاصل کرنا چاہیے

اول طالب کو علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ کم از کم قرآن پاک پاک اور حدیث، بعد مرشد کامل کی تلاش کرے۔ جب یقین ہو جائے تو بیعت کرنے کی کوشش کرے۔ اول وضو پانی سے ظاہرا طریقہ سے کرے۔ پھر باطن کا وضو کرے۔ یعنی بخل، حسد، کینہ، بغض، تکبر، غرور، خودی، طمع، لعب، لہو تمام خواہشات شیطانی کو ترک کرے، دل کو پاک کرے، پھر بیعت کرے۔ جو نصیحت مرد پاک کرے اس کو ندائے غیبی سمجھے۔ اس پر پورا عمل کرے اور کثافت کدورت کو بالکل صاف کرے۔ کم کھائے، کم بولے، رات بیدار رہے، دن کو محشر اور رات کو قبر سمجھے۔ عام لوگوں کی مجلس کو یکسر ترک کرے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے شوق کے اور کوئی طلب نہ کرے۔

مرشد پاک کا حلیہ باشریعت با تاثیر ہو، مرشد صاحب باشریعت، طریقت، حقیقت، معرفت کے جاننے سمجھنے والا ہو اور اس کا شجرہ حضرت جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک ملتا ہو اور اس کو کسی نشہ آور چیز کی عادت نہ ہو۔ مراقبہ میں مصروف رہتا ہو، شریعت کا پابند ہو، داڑھی تراش نہ ہو، ملنگ صورت نہ ہو، گجرے نہ پہنے ہوں، سر میں بودی نہ ہو، قلندر نہ ہو، حقہ نوش، سگریٹ نوش نہ ہو، بازاری عادت نہ ہو، عابد زاہد ہو۔

مرشد پاک ہر حکمت باطن جانتا ہو:

مرشد پاک کی مجلس میں جب بیٹھیں تو قلب ذاکر ہو۔ وجود میں سرور جذبہ ہو

Marfat.com

طالب کے قلب سے حلاوت پیدا ہو۔ غیر دلیل کدورت کثافت خارج ہو۔ طالب کو چاہیے کہ اپنے دل پر نگاہ رکھے۔ غیر وہم خیالات نہ آئے۔ خوف اظہار ہو۔ ولی اللہ کی نظر مرید کے قلب پر ہونی چاہیے۔ پیر کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرے۔ اگر پیر صاحب کچھ فرماتے ہوں تو دل لگا کر سنے اور عمل بجا لائے۔ مرشد پاک حکیم ہوتا ہے۔ مرید مریض ہوتا ہے۔ مرشد پاک ملک الموت ہوتا ہے اور طالب مردہ ہوتا ہے۔ مرشد پاک دوا ہوتا ہے اور طالب درد ہوتا ہے۔ مرشد پاک آئینہ ہوتا ہے اور طالب بیمار ہوتا ہے۔ مرشد پاک پانی مصفا ہوتا ہے اور طالب غلیظ ہوتا ہے۔ مرشد پاک دردمند اور غمخوار ہوتا ہے اور طالب حاجت مند اور سائل ہوتا ہے۔ مرشد پاک باخبر ہوتا ہے اور طالب بے خبر ہوتا ہے۔ مرشد پاک طالب کے قریب ہوتا ہے جس طرح انسان کا سایہ انسان کے ہمراہ ہوتا ہے۔ مرشد پاک نور اللہ ہے مرید ظلمت اور حجاب میں ہے۔

جس مرید نے مرشد کو دور سمجھا وہ مرید خود دور ہوا۔ مرشد پاک ہی مراد ہے اور مرید اللہ سے دور ہے۔ مرشد پاک کو مرید اس طرح سمجھے جس طرح شاہ رگ سے نزدیک ہے۔ مرشد پاک دور نزدیک سے بات سمجھتا ہے، دل کی دلیل جانتا ہے، زمین آسمان اور عرش معلیٰ سے واقف ہوتا ہے۔ لوح وقلم کا علم جانتا ہے۔ پیر کی روشنی چاروں طرف ہوتی ہے۔ اس کا نور نشیب وفراز نہیں ہوتا ہے۔ مرشد پاک ازل، ابد، اعمال کو جانتا ہے۔ ولی اللہ سے درخت، پہاڑ، دریا، چرند، پرندے، ہوا، سورج، قمر ہر شے بات کرتی ہے۔ حضرت آدمؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آخیر دنیا کے ارواح کو جانتے ہیں اور تمام روحیں ملاقات کرنے کے لیے آتے ہیں اور ملتے ہیں۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور اولیاء اللہ

جب حضرت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم معراج کو تشریف لے گئے جو کچھ آپ کو ملا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے عنایت نامہ حاصل ہوا۔ واپس تشریف لا کر چاروں اصحاب کو عطا فرمایا۔ اسی حصہ میں سے جملہ اولیاء کرم کو عنایت فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب کے درجے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی جانتے ہیں۔ طالب کو جائز نہیں کہ ان میں فرق کرے۔ اصحاب پاک روحانی علم کے ماہر تھے۔ ظاہر باطن ان کے تھا، رات کو سوتے ہوئے جانتے تھے، ان کے دل بیدار تھے۔ ان کے درجے اور کام اور شان اللہ تعالیٰ اور حضرت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جانتے تھے۔

حضرت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان وکرم

لاکھوں، کروڑوں، اربوں درود شریف اور سلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ہوں۔ ان کے اصحاب پر اور ان کے غلاموں پر، ان کے عاشقوں پر، ان کے دیوانوں پر، ان کے محبان پر اور ان کے رضامندوں پر، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی فقر کے مالک ہیں۔ فقر بھی آپ سے عطا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے اور جملہ اولیاء کرام ان پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ اور آپ کی تسبیح شجر وحجر تمام جاندار حیوان وظیفہ پڑھتے ہیں۔

طالب کو چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اتنا درود شریف پڑھے کہ زبان و جسم تھک جائے۔ جب ہوش آئے پھر باوضو، باادب خوشی سے پڑھے۔ جب آپ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ والہ وسلم کا اسم مبارک سنے اور دیکھے تو درود شریف پڑھے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حلیہ نقل کرے۔ جسمانی اور باطنی اور صاف نقل کرے۔ جب تک طالب حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ظاہر اور باطن دل پر نقل نہ کرے گا کبھی مسلمان نہ ہوگا اور نہ مراد کو پہنچے گا۔

حضرت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر عاشق کا درود شریف سنتے ہیں۔ خود دیکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیدار رہتے ہیں۔ ہر سالک، مجذوب، غوث، قطب وغیرہ کا سوال سنتے ہیں۔ ہر ولی اللہ کی زبان پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اسم مبارک لکھا ہوا ہے۔ ہر ولی اللہ کے قلب پر اسم مبارک لکھا ہوا ہے۔ ہر شے کو حضور عالی کی محبت ہے اور آپ اپنی امت کے بزرگان کو جواب سوال فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم صرف مدینہ منور میں نہیں، ہر ذی ہر نفس کے پاس ہیں۔ حضور عالیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جس کو چاہیں دیدار عنایت کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کئی طرح سے ہوتی ہے۔ آپ کی زیارت مبارک کے لیے بعد نماز عشاء کے دو رکعت نفل ہدیۃ الرسل پڑھیں۔ بعد سورت فاتحہ کے آیت الکرسی ایک بار، سورت الاخلاص پندرہ بار، پھر دوسری رکعت میں بعد سورت فاتحہ ایک بار، سورۃ اذا جاء نصر اللہ پندرہ بار، بعد سلام قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے درود شریف ایک ہزار ایک سو بار پڑھنا اور وہیں قبلہ رو ہو کر سو جانا۔ گیارہ روز ایک ہی جگہ پڑھنا۔ لباس معطر ہو، دیدار ہو جائے گا انشاء اللہ۔

Marfat.com

طالب کو اپنے شیخ سے فیض حاصل کرنا

طالب کو پہلے حلیہ مبارک مرشد کی طرح بنانا۔ صورت نقل کرنا۔ گفتگو کی شکل کرنا۔ پاکیزہ ہونا۔ باطن متوجہ اور تصور کرنا۔ تصور ایسا ہو، شیخ کی صورت میں اپنے آپ کو فنا ا۔ ہر طرف شیخ ہی نظر آئے اور شیخ کی صورت سے سوال کرنا اور جواب لینا۔ جب تک کی صورت سے جواب نہ ملے گا فنافی الشیخ کا درجہ حاصل نہ ہوگا۔ جب تک تصور شیخ کا نہ ہوگا قرب حضوری حاصل نہ ہوگا۔

اگر طالب اپنے مرشد صاحب سے دوسرے بزرگ کو بلند سمجھے گا تو مرید مرتد اور ود ہوگا۔ اگر اپنے پیر جس سے بیعت حاصل کی ہو اس کے برادر یا والد کی طرف رخ ے گا تب بھی اس کا کامیاب ہونا محال ہے۔ اپنے مرشد کی رفتار سے قطع ہوگا۔ اگر یدا اپنی جان کو ہلاک بھی کر دے جب تک مرشد پاک توجہ نہ کرے گا ہرگز راستہ نہ ملے ۔اگر مرید کسی اعلیٰ رتبے پر پہنچ جائے اور دوسرے پیر کی طرف رخ کریگا تو اس کو درجہ ہ خارج کیا جائے گا۔ طالب کو شیخ کی گستاخی سے ڈرنا چاہیے اور بے ادبی سے بچنا وری ہے۔ بقول حضرت بایزید بسطامیؒ مرید کو پیر کے روبرو ہو کر بیٹھنا نہ چاہیے۔ بار بار رنہ کرنی چاہیے۔ اگر مرید نے ادب نہ کیا تو اس کا خزانہ قلب خالی رہے گا۔

طالب اپنے مرشد کے فیض سے کیوں محروم رہتا ہے

طالب اپنے مرشد کی گستاخی اور بے ادبی سے محروم رہتا ہے۔ غیر لوگوں کو دیکھ کر ا کو بلند جگہ اچھی جگہ پر بیٹھنے کی جرات ہوتی ہے۔ وہ اپنے دوستوں کی نظر میں حقیر ہونا

Marfat.com

سمجھتا ہے۔ اس کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ میرا کیا کام، میرا کیا تعلق، میرا کیا مطلب، میرا
سے کیا رشتہ، غیر آدمی تو خود بے قدر نہ شناس ہوتا ہے۔ اس کا دلی تعلق نہیں ہوتا۔
حضرت جامیؒ طالب کو لازم ہے غیروں سے جدا رہے۔ محرم اور مجرم کی شکل ایک ہے۔
درمیانی نقطہ کا ہوتا ہے۔ جب طالب مرشد صاحب سے بے ادبی کرتا ہے تو قلب پر
چھا جاتی ہے۔ جب قلب سیاہ ہو تو ایمان بھی سیاہ ہو جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ میں نے غیر ملک کی ٹوپی استعمال کی فارس کے ملک کی نہ کی تھی
میں مرشد پاک کی خدمت میں حاضر ہوا تو مرشد نے کہا اے غیر ملک کا لباس پہننے وا
غیر ہو گیا تو فوراً میرا قلب سیاہ ہو گیا۔ دوبارہ فرمایا میرا لباس تم کو پسند نہیں آیا میں
ٹوپی دوسرے کو دے دی توبہ کی۔ 41 روز توبہ کی۔ تب میرے دل سے سیاہی دور ہوئی

ایک مرید دنیا کے واسطے ہوتا ہے اس کو مولا کریم سے محبت نہیں ہوتی۔ ایک
صرف مولا کریم کے لیے ہوتا ہے۔ اس کا دنیا سے تعلق نہیں ہوتا ہے۔ مرشد صاحب
ہستی نہیں ہوتی۔ مولا کریم کا مظہر ہے مرید کو اپنی ضروریات سے زیادہ خواہش
چاہیے۔ مرشد کا طاقت ہے کہ مرید کو ایک نظر سے مقصود پر پہنچا دے مگر درمیان منازل
نہ کرنے سے دل خوش نہیں ہوتا اور مرید غلطی کھا جاتا ہے۔ مرید کو لازم ہے کہ ہر منا
قیام کرے۔ آہستہ آہستہ سفر طے کرے، فقر اور چیز ہے تسخیر اور عملیات اور چیز ہیں
مرید تسخیر کی طرف گیا تو اس کا سابقہ مقصد گم ہوا۔

Marfat.com

مرید کو سماع (گانے بجانے) سے پرہیز رکھنا چاہیے

مرید کو لازم ہے کہ اپنے خاندان کے قواعد سے باہر نہ نکلے، اگرچہ سخت ہو ہر قسم کا
ساز، سارنگی، گانا اور گانا سننا، ساز بجانا م، ناچنا، جربہ اور دبدبہ کرنا بالکل قاتل ہے۔
ام راگ سے دل سیاہ ہوتا ہے اور آوارہ گرد ہوتا ہے اور شریعت کے قانون کی خلاف
ن کرنا باعث گناہ اور نافرمانی کہلاتا ہے۔ بزرگوں کے قواعد راز سے خالی نہیں ہوتے۔
ابھی اللہ تعالیٰ سے ہے۔ طالب خام منزل میں خراب ہو جاتا ہے جب تک ہو سکے
بت سے باہر قدم نہ رکھے۔

مُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْيَةً (الاعراف ۷:۵۵)

مہ: دعا کرو اپنے رب سے گڑگڑاتے ہوئے اور آہستہ آہستہ۔

طالب ذکر، فکر اور مراقبہ میں مصروف رہے

طالب کے ذکر، فکر اور مراقبہ کرنے سے دل منور ہو جاتا ہے اور نئی زندگی حاصل
تی ہے۔ دل سے ذکر کرئے سے عقل سے فکر کرے، مراقبہ سے فنافی الشیخ حاصل ہوتا ہے
مراقبہ میں اللہ محمد کا نور دیکھے سنہری اور سفید ارواح سے ملاقات کرے مراقبہ موت ہے،
لفہ احوال ہے، مراقبہ استقلال ہے، محاسبہ جمیعت ہے، جذب کمالات ہے، صبر سکونت
ہے، خاموشی سہولت ہے، خواب کا راز چھپانا امن ہے۔

Marfat.com

طریقت میں مرشد کی راہنمائی بہت ضروری ہے

راستہ طریقت کا شریعت کا راستہ دس سال میں طے ہوسکتا ہے۔ یہ مقا
ہے۔ اس میں طالب کا سلامت رہنا خوش قسمتی ہے۔ یہاں مکان نیستی کا ہے کوئی د
طالب مولا سیدھا جاتا ہے ورنہ عام مرید اس منزل مین مرتد مردود ہو جاتے ہیں
شریعت سے تارک ہو جاتا ہے، کوئی پاگل مجنوں ہو جاتا ہے، کوئی کشف کی طرف چ
ہے، کوئی راگ سنتا ہے، کوئی راگ سرود گاتا ہے، کوئی ساز بجاتا ہے، کوئی ساز سنتا ہے
دیوانہ حد سے بڑھ جاتا ہے، کوئی جنگل، صحرا میں پھرتا ہے، کوئی مخلوق سے بھاگتا ہے
مخلوق سے خوش ہوتا ہے، کوئی بت پرست ہوتا ہے، کوئی باقسمت، پیر مرشد کی پرستش
ہے، کوئی خاک آلودہ وحشی صورت برہنہ رہتا ہے، کوئی سوختہ دل نعرے لگاتا ہے۔

اس منزل سے کامل مرشد مرید کو نکالتا ہے۔ یہ مقام از حد خطرناک ہے
منزل سے کئی شاخان راستے اجڑ جاتے ہیں۔ جہاں تک ہو سکے پیر و مرشد کی خد
کرے۔ ان کا تصور پختہ کرے۔ اس کے حکم کی تعمیل کرے اپنی جان کی پرواہ نہ کرے
تعالیٰ کے فضل و کرم سے توجہ مرشد پاک کی امداد سے بچ سکتا ہے اور شریعت کی پختگی کا
کام دیتا ہے۔ بیان ذکر جہر اسم ذات کرے۔ کثرت سے درود شریف پڑھے۔ کثرت
نوافل پڑھے، مخلوق سے علیحدہ رہے، کم کھائے، بیدار رہے، نفس کی خواہشات سے مخا
رکھے، پھر اس مقام سے نکل کر حقیقت کے مقام تک پہنچتا ہے۔ یہ مقام امن کا ہے۔
راحت ملتی ہے۔ ارواح مقدس سے ملاقات ہوتی ہے۔ زیارت بیت اللہ شریف اور

شریف کی زیارت ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ کے زمرے میں داخل کیا جاتا ہے۔ حیات اور ارواح عالم کے صاحب مدارج کے مجلس میں بیٹھنا ملتا ہے۔ عبادت خاصی اور ذکر ن، اخلاق مخلوق اور جلوہ ذات نصیب ہوتا ہے۔ یہاں خود بخود ذکر اولوالعزم انبیاء علیہم م اور اولیاء اللہ کا دل پر پسندیدہ آتا ہے۔ یہاں طالب تصور اور مراقبہ میں خوش رہتا ور ہر قسم کے سرود، راگ وساز جملہ علت ناجائز رفع ہو جاتے ہیں۔ ہر طرف سے اللہ ہی سنائی دیتی ہے۔ اہل قبور آکر ملتے ہیں۔ مرشد پاک کی ہستی سے نور چمکتے ہوئے آتے ہیں۔ مرشد پاک کے وجود سے انوار موالائی تجلیات صفاتی و ذاتی دکھائی دیتی

ا۔

جب تک طالب کو مرشد کے وجود سے نور نظر نہ آئے تو وہ سمجھے کہ میں ناکام ہوں خام ہوں۔ تقرب کا پہلا دروازہ فنافی الشیخ ہے، سابقہ شیخ، شیخ اکبر تک پہنچاتا ہے، شیخ کا ود آئینہ ہوتا ہے۔ اس سے سب کچھ نظر آتا ہے اور یہ حقیقت کا مقام کافی عرصہ میں قیام رنا پڑتا ہے۔ یہاں ہی آگے کا راستہ آسان ملتا ہے۔ یاد رہے کہ شریعت پر ثابت قدم ہے، ورنہ خطا کھائے گا۔

بقول مولانا حضرت جامیؒ اگر مرید قطب کیوں نہ ہو، مرشد سے آگے نہیں بڑھتا، رشد کا ظہور بلند رہے گا۔ اس مقام کے طالب خود بخود دنیا سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور ان و یہ راز بھی معلوم ہوتا ہے کہ آدمی صورت و سیرت میں کیا ہے۔ اگر آدمی کی اصلی سرشت اوٹ ہے تو پاکاں سے مل کر پاک ہو جائے گا۔ اگر فطرت ناپاک ہے تو پاکاں سے مل کر

Marfat.com

بھی پاک نہ ہوگا۔ اس کو فقر سے تعلق ہے ولی اللہ پہچان سکتے ہیں۔

ہر ولی کی خاصیت علیحدہ علیحدہ ہے۔ اس کا فعل علیحدہ ہے۔ اس کا علم اور علیحدہ، اس کے تعلقات علیحدہ ہوتے ہیں۔ طالب ذاتی ارادت کا مشتاق ہوتا ہے تک اپنے آپ کو مرشد کے حوالے نہ کرے گا خام ہی رہے گا اور خام کے اندر مرشد کا کل کل نور وجود اس میں جلوہ گر نہ ہوگا۔ پلید وجود میں پاک چیز نہیں رہ سکتی۔

مرشد کا تعلق مرید سے اور مرید کا واسطہ مرشد سے

مرشد نور اللہ ہے اور وہ مرید سے تعلق رکھتا ہے جس کا وجود غلاظت سے پاک نیت درست ہو، ارادہ سچا ہو، اپنے آپ سے بے تعلق ہو، مرشد ہی مالک ہو، جس چاہے مرید کو چلائے۔ مرید کا واسطہ مرشد سے اور مرید مرشد کو مظہر خدا سمجھے۔ مرشد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سمجھے۔ مرید مرشد ایک جان ہوں۔ مرید اور مرشد میں فرق رہے۔ ظاہرا حلیہ باطن حلیہ ایک نظر آئے۔ فنافی الشیخ اصغر اور اکبر دونوں کی امداد ہو حقیقت کا دریا عبور کرائیں پھر دریا غوثیہ میں داخل کرائیں۔ مرید صادق کو حضرت جیلانی غوث پاک ہاتھ پکڑ کر بیعت فرمائیں اور ترقی کی طرف توجہ فرمائیں مرید کی طاقت برداشت کرتی تجلیات غوثیہ قوت والے ہوتے ہیں۔ جب تک دونوں شیخ مرید کے ہمراہ ہوں دونوں شیخاں کی امداد کی وجہ سے مرید کے ہوش وحواس قائم رہیں گے۔ مرشد کا جلوہ کو سنبھال سکتا ہے۔ **گاھے مرید ھست گاھے مرید نیست** طالب کی نشست و برخاست غوثیہ دربار میں موجود رہتی ہے۔ یہاں اُف کرنے کی گنجائش نہیں۔ اس مقام

Marfat.com

لمالب کا جسم مر جاتا ہے، دل زندہ ہوتا ہے۔ نفس کی قوت زائل ہو جاتی ہے روح کی
بڑھ جاتی ہے۔ غوث کے زیر سایہ رہ کر خوشی سے، غم سے، کھانے پینے سے، پہنے،
شی سے فارغ البال طالب ہو جاتا ہے۔ اپنا گوشت کھاتا ہے، اپنا خون پیتا ہے، اپنے
ی تختی پر نظر رکھتا ہے، کہیں گستاخی نہ ہو، بے ادبی نہ ہو، ہر وقت فکر کے دریا میں غوطہ زن
ہے۔ جب کبھی سر اٹھاتا ہے تو فوراً آنکھ بند کر لیتا ہے۔

یہاں ایک مکان حیاء کا ہے۔ گاہے گاہے طالب اس میں چلا جاتا ہے۔ ہر بات
حیاء سمجھتا ہے، دل اور چشم، کان، سانس، ان پر حیاء کے نور کا پردہ اوڑھ لیتا ہے۔ زیادہ
شریعت کی لکیر سے باہر نہ ہو خوف نہ لرزتا رہتا ہے۔ چشمان تر رہتی ہیں۔ طالب اس
ام میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح ملک الموت کے سامنے مردہ پڑا ہے۔ ہر وقت اس
چ کی تیاری کی آواز آتی ہے۔ یہاں پر ذکر، فکر، حواس، ہوش، عقل، دانائی، چستی،
لا کی سب نابود ہو جاتی ہے۔ عشق کی آگ سے طالب کا دل کباب ہو جاتا ہے۔ یہ مقام
اخ ہے بہت مدت رہنا پڑتا ہے۔ جب تک غوثیہ تجلیات برداشت کرنے کے قابل نہ
ر طالب صورت، سیرت مرشد اور اکبر شیخ کے تصور میں فنا کر دیتا ہے۔ تصور حضرت غوث
ک کا پیش نظر ظاہر باطن پکاتا ہے۔ گویا اپنا آپ نظر نہ آئے گا مرنا گاہے زندہ ہونا ایک
وافق حالت ہو۔

طالب کا مرشد کے روبرو رہنا، مرید کی کیا حالت ہو؟

طالب کا اپنے مرشد کے روبرو رہنا کی کیا حالت ہو جس طرح موم اور سلگہ آگ

سے روبرو پگھل کر پانی کی طرح ہو جاتی ہے پھر اس پانی سے جو کچھ چاہیے بن جاتا ہے پھر سکہ وجود سکہ اور موم ثابت ہستی قائم رکھنی ہو تو ہو جاتی ہے۔ جب پھر اس سے کھوٹ میل نکالنی ہو تو آگ سامنے رکھا جاتا ہے۔ جب مرید کے دل میں خباثت کثیف خیالات نظر آویں یا نفس کی خواہشات تبدیل ہوتی نظر آوے تو مرشد مرید کو آفاقہ میں ڈالتا ہے۔ حیرتی اور غضب کی نظر، قہر کا دبدبہ ڈالتا ہے۔ صحرا، جنگلات، غاروں اور پہاڑوں کی طرف روانہ کرتا ہے۔ جب مرید کے خیال درست ہو جائیں تو اپنے زیر سایہ رکھتا ہے۔ باب دیکھتا ہے۔ گاہے گاہے حیرت کے دریا میں غوطے دیتے ہیں، حوصلہ اور تسلی کے وقت مرید جب تک سابقہ حال قال فنا نہ ہو جائے تب تک مرید صاف نہیں ہوتا ہے۔ ہجر فراق کے میں ڈالا جاتا ہے۔

مرید حقیقت کے دریا سے معرفت میں کس طرح روانہ کیا جاتا ہے

مرشد پاک اپنی توجہ کی قوت صرف کر کے شیخ اکبر کی خدمت میں بھیجنا اور دونو شیخان کی امداد مل کر دربار غوثیہ میں داخل کرنا اور امداد غوثیہ سے معرفت میں داخل کیا جاتا معرفت کا دریا بے کنار ہے۔ جب طالب اس دریا میں ڈالا جاتا ہے تو طالب کا وجود نیست ہو کر غرق ہو جاتا ہے۔ اس میں بہت مشکلات پیش آتی ہیں۔ یہاں توجہ حضرت غوث پاک فرماتے ہیں، تب بچ سکتا ہے نفس، شیطان ہر وقت جنگ کرتے ہیں۔ نیند بھی مجسم ہو کر خراب کرتی ہے۔ اپنا جسم بھی مخالف ہو جاتا ہے۔ مخلوق بھی ستاتی ہے درندے چرند آس پاس آتے ہیں۔ اپنی صورت، سیرت گم ہو جاتی ہے۔ توحید کے دریا میں ہر وقت غو

ہونا پڑتا ہے۔ استغراق کا زور کبھی داہنی طرف، کبھی دریا بائیں طرف ہوتا ہے۔ یہ
ب کو معلوم نہیں رہتا کہ کس پر عاشق ہوں، کون میرا معشوق ہے، میں کہاں سے آیا
، اور کہاں جاتا ہے، کس جگہ رہتا ہوں، مردہ ہوں یا زندہ ہوں؟ کھانے کی خواہش
پینے کی ہوش، دونوں جہانوں سے لاپرواہ اس کو جنت کی خوشی نہ دوزخ کا خوف۔ اس و
ز میں اللہ تعالیٰ نظر آتا ہے اور وہ بے خودی کے دریا میں خوش خرام تیرتا ہے۔ اس کے
دربار رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے شراب پینے کے واسطے آتی ہے۔ اس کو نوش
نے کے بعد پھر بے خود ہو جاتا ہے۔ اس شراب کی مستی کی خماری تمام وجود میں اور نمونہ
کرتی ہے۔ جس طرح حضرت شاہ منصور انا الحق پکارنے پر سولی چڑھائے گئے خاک
گئی، دریا میں ڈالی گئی مگر **انا الحق** کہنے سے باز نہ آئے، حضرت شاہ شمس تبریز نے
ی اللہ باذنی فرمایا۔ ان کے جسم سے کھال اتاری گئی۔ یہ منزل بے بس ہے، جسم بول اٹھتا
ے۔ اگر جسم کو تھامتے ہیں تو آنکھیں بولتی ہیں۔ اگر آنکھیں بند کرتے ہیں تو دل بول اٹھتا
ے۔ دنیا داران بزرگوں کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہوتے اور منزل والے حضرات جناب
ی اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دربار شریف کی دہلیز کے نیچے سرنگوں بیٹھے ہیں۔

یہ اور ہی دربا ب ہے۔ اس کا عمل اور علم اور ہی ہے اور یہاں کے سکونت پذیر
رح کے، ان کی حوراَت اور پوشاک اور طرح کی مجلس اور طرح کی اس کی کیفیت اور
ت اور طرح کی ان کی نقل و حرکت عبادت عجب طرح کی جو اس مجلس میں داخل ہے
ن کی عقل سے بعید ہے۔ اور وہ اور نمونہ کے لوگ ہیں۔ جب مجلس آراستہ ہوتی ہے تو

Marfat.com

سلطان الملک غائبہ تخت پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔تب ملائک بھی خاموش ہوتے ہیں جب ساقی شراب کے پیمانے بھرتے ہیں اور جام بلوری بھر جاتے ہیں ان کے اعلیٰ مرتبہ دار جماعت کے لیے جام تیار ہوتے ہیں۔اس شراب طیب میں نہ مشک ہے نہ کستوری ہے، ستی ہے حکم بادشاہ سرتاج کونین جام تقسیم ہوتے ہیں۔باری باری نوش کرتے ہیں سے منہ سے **هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ** کی آواز نکلتی ہے۔اور وہ اجلاس پرخوش سے یہ ذکر کرتے ہوئے جزب میں کہتے ہیں **صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ۔**

پھر درجہ بدرجہ اپنی جگہ پر جا بیٹھتے ہیں۔وہاں گندم نہیں، سلون نہیں، صرف الٰہی شراب خوراک ہے۔ظاہراً وہ بزرگ جو مجذوب اور سالک اس محفل میں داخل ادھر دیکھے گئے اور وہاں ان کی حالت یہ ہے ہر ولی کا راہبر ہمراہ ہوتا ہے۔بعض طالب واسطے مدہوش ہوتے ہیں اس شراب کی خماری کا اثر دن رات رہتا ہے۔

وحدت کا دریا ان بزرگان کے لیے سیر وسیاحت ہے

طالب بہت ہیں، حالات علیحدہ ہیں، عمل علم علیحدہ ہیں، کوئی حیرت میں کوئی استغراق میں، کوئی مدہوشی میں، کوئی لاپرواہی میں پڑا ہے۔مگر وہ وہاں بھی خوش ہیں۔ہ بین خوف کرتے ہیں اس دریا کے کنارے پھرتے ہیں۔ہاتھ نہیں ڈبوتے ہیں وہ لوگ دریا میں خوش ہیں۔آج کل کے طالب اپنے پیر ومرشد کے مخالف بن جاتے ہیں ان گئے ہیں۔حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ، حضرت ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ، حضرت

Marfat.com

نہ اللہ علیہ کہاں کے محبان تھے؟ آگے کہاں کی نسل تھی؟

طالب اور مرشد کے درمیان میں کیا حجاب ہے؟

جب تک طالب فنافی الشیخ نہ ہو تب تک حجاب رہے گا۔ جس وقت مرشد کے نور
غرق ہو جائے تو حجاب نہیں رہتا ہے۔ کمال اعتقاد ہونا ظاہراً احسن ظن باطن میں
لات حاصل کرنا نسبت فنافی الشیخ ہے۔ جب طالب کا قلب منور ہوتا ہے تو اس کی
ایں ہر اعضاء پر چمک دیتی ہیں اور شیریں زبان ہو جاتی ہیں۔

رات کے وقت تصور اور ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

رات کو تنہا ہو کر ذکر کرنے سے یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔ ذکر کا نور سیاہی کو دور کر
تا ہے۔ رات کا تصور قلب پر شوخ نظر آتا ہے۔ بغیر کھٹکا ہے۔ رات کا مراقبہ اس میں
ندہ ہے، رات کو خاموش ہونا تصور پر جم جاتا ہے اور قلب خالی میں اللہ تعالیٰ کا وقشہ سفید
نظر آتا ہے۔ مرقبہ رات کو کرنا بہتر ہے۔ مراقبہ ایک موت ہے بالکل مجرد ہو طالب کو دل
سیاہی دور کرنے کا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

اول تصور مرشد پاک کا، تصور شیخ اکبر کا بعد تصور غوث الاعظم کا بعد اسم محمد صلی اللہ
والہ وسلم اور ذکر جہر بلند آواز سے اور کثرت سے درود شریف ہزارہ پڑھا جائے۔

طالب کا دل کس وجہ سے سیاہ ہو جاتا ہے؟

سود خوار، رشوت خوار، ظالم کے گھر کا، قاتل کے گھر کا، شرابی کے گھر کا،

Marfat.com

بے رحم کے گھر کا، جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کا گلہ شکوہ کرنے والا ہو، ان لوگوں کے گھروں کا کھانا دل کو سیاہ کرتا ہے، رجعت پیدا ہوتی ہے۔

اہل قبور کی زیارت کا طریقہ

طالب صادق کو لازم ہے کہ رات تنہا ہو کر رات اہل قبر کے پاس جائے اور رکعت نفل اہل اللہ کے واسطے پڑھے بعد قبر کے سرہانے بالکل بالمقابل روبرو ہو کر درود شریف ایک سو گیارہ بار سورۃ فاتحہ ایک سو اکتالیس بار سورۃ مزمل تین بار چار قل تین پڑھے یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ ایک صد گیارہ مرتبہ پڑھ کر وہیں مراقبہ کرے قبلہ رو ہو کر سے ملاقات کرے گا۔

فنافی الشیخ سے کیا کیا فائدہ ہوتا ہے؟

شیخ کا تصور کرنے سے طالب کا قلب روشن ہوتا ہے۔ نفس کی خواہشات رفع ہو جاتی ہیں۔ تمام مسخرات حاصل ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کی زیارت حاصل ہوتی ہیں۔ قرب حضوری حاصل ہوتا ہے۔ ہر قسم کی مصیبت رفع ہوتی ہے اور شخلات روشن ہو جاتے ہیں۔ ہر کام میں مرشد سے امداد بھی پہنچ جاتی ہے۔ واصل باللہ جاتا ہے فنافی الشیخ کو اعلیٰ بزرگان دین زیارت عطا فرماتے ہیں۔

طالب کے دل پر رجعت پڑے تو کیا علاج کرے؟

اول شجرہ مرشد نسبتی پڑھے ایک بار، درود شریف ہزارہ گیارہ بار، چار قل گ

Marfat.com

، درود شریف کبریت احمد تین بار، تصور شیخ کرے نماز باقاعدہ پڑھے اسم ذات ایک رایک صد گیارہ بار پڑھا کریں۔

وظائف کس طرح پڑھے؟

وظائف پڑھنے سے پہلے تصور مرشد کامل کا کرے اپنے آپ کو فنا کردے مرشد کی درت بن کر وظیفہ پڑھے اور سمجھے کہ میرا مرشد سن رہا ہے۔

طالب کو اگر شیطان وسوسہ میں ڈالے تو اس کو کس طرح نکالا جائے؟

اول توبہ کرے درود شریف ہزارہ پڑھے، تین بار کلمہ تمجید پڑھے، گیارہ بار استغا بار غوثیہ تین بار کرے بار بار کلمہ تمجید پڑھے اپنے اردگرد اور دل میں پڑھ کر پھونکے **سْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ** تین بار پڑھے۔

طالب معرفت کس طرح حاصل کرے؟

طالب کو لازم ہے کہ ہر شے میں اللہ تعالیٰ کا تصور کرے اور ہر آواز کو ندائے غیبی سمجھے۔ پتھر، درخت، بشر، پانی، آگ، ہوا میں اللہ تعالیٰ کا نور سمجھے۔ بندہ خود معرفت ہے اپنے آپ کو پہچانے۔ عقل، بے عقل، زبان دار، خاموش، خشک وتر میں مولا کریم انور دیکھے۔ رات میں وہی، دن میں وہی، بولتا بھی وہی، سنتا بھی وہی، بلانے والا بھی وہی ہے، ہر بات میں وہی ہے، ہر حرف میں وہی ہے، بادشاہ بھی وہی ہے اور رعایا بھی وہی ہے، امیر بھی غیرب بھی وہی ہے، اس حکم والا طالب بے سوال اور خاموش نکتہ

Marfat.com

چیز سے باز رہے، کاغذ میں، قلم میں، سیاہی میں وہی ہے۔ ایسا طالب کسی کو نالائق نہیں کہہ سکتا۔

اگر طالب کسی چیز میں نقطہ رکھے تو سمجھ لو ابھی یہ درویش معرفت سے محروم ہے گویا بے بہرہ ہے، عرفان کا سمجھنا آسان نہیں جب تک دل کی آنکھ روشن نہ ہو اندھا ہے طالب وہ ہے جب وہ نیند کرے تو اس کا دل بیدار ہو۔ جب دل آرام کرے تو چشم بیدار رہیں۔ جس دل میں اسم ذات، اسم اللہ اسم محمد قیام کرتا ہے وہ دل ہرگز نہیں سوتا۔ کی قبر بھی زندہ رہتی ہے۔ جہاں طالب زندہ دل ایک رات گزارے سو سال وہ جگہ زندہ رہتی ہے۔ ایسے طالب کے تمام وجود کے بال گوشت ہڈیاں ذکر کرتی ہیں۔ عارف ہمہ نوراعلیٰ ہوتا ہے۔ عارف کا ظاہر اور باطن باشریعت ہوتا ہے۔ عارف کی بات رازدار ہے۔

بعض عارف پانچ وقت نماز بیت اللہ شریف میں ادا کرتے ہیں۔ بعض مدینہ منورہ، بعض مسجد اقصیٰ، بیت المقدس میں گزارتے ہیں۔ بعض بغداد شریف جہاں طاقت ہو عارف کا وجود علیحدہ علیحدہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ پھر اکٹھا ہو جاتا عارف پرواز بھی کر سکتا ہے۔ عارف غائب بھی ہو سکتا ہے۔ عارف اپنا وجود ہر شکل بنا سکتا ہے۔ بعض عارفوں کی برکت سے جنگل کے درخت اور جانور بھی ذکر کرتے ہیں۔

عارف کی خوراک رضامندی مولا پر منحصر ہے

بعض عارف گندم، بعض عارف کچا آٹا گھول کر پی لیتے ہیں، بعض عا

Marfat.com

...ٹکڑے کھاتے ہیں، بعض جنگل کے درختوں کے پھل کھاتے ہیں، بعض فاقہ کش
...تے ہیں۔ عارف کی دونوں طرف چشمان ہوتی ہیں۔ ہر ولی اللہ کا علیحدہ درجہ ہوتا ہے۔
...ابدال ہے کوئی اوتاد ہے، کوئی قطب ہے، کوئی غوث ہے، کوئی اصفیاء ہے، کوئی اتقیاء
...، کوئی مجذوب ہوتا ہے۔

سالک ولی اللہ کا کیا اختیار ہے اور کیا کر سکتا ہے

شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت طے کر کے بعد شریعت کا خرقہ پہنتا
...اور لوگوں کو ہدایت کرتا ہے۔ مخلوق کو فائدہ دیتا ہے۔ نماز نوافل درود شریف ظاہر عمل
...وظائف ادا کرتا ہے۔ لوگوں کو اجازت دیتا ہے۔ عرض حال سنتا ہے۔ دل کو تسلی دیتا
...ہے۔ ہر قسم کی تقریر و تحریر کرتا ہے۔ مسکینوں کے لیے لنگر جاری کرتا ہے۔ ان کی فریاد پر غور کر
...ے دعا طلب فرماتا ہے۔ سالک بزرگ سرتاج اولیاء ہوتا ہے۔ قطب اور غوث کے مدارج
...گاہ ہوتا ہے اور حیوانات کی زبان جانتا ہے۔ ان کی فریاد سنتا ہے۔ شجر حجر اس کے ہم کلام
...تے ہیں۔ بحر اور بر اور جبل اس کے تابع ہوتے ہیں۔ سالک کے ماتحت سینکڑوں
...ذوب ہوتے ہیں۔ جن وغیرہ ہوتے ہیں۔ آسمان کی مخلوق بھی تابع ہوتی ہے۔ شریعت کا
...ت لحاظ ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ، حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ،
...ضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ چاروں کے
...ے ابدال اور اوتار تھے۔ فقہ اور اصول مرتب کرتے ہیں اور حضرت جناب محبوب سبحانی
...لب ربانی غوث صمدانی، نور یزدانی شاہ جیلانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

قدس سرہ العزیز نے کس طرح شریعت کو قابو میں رکھا۔ حق ادا کیا اور قدم بقدم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے راستہ طے فرمایا۔ نماز نوافل ہزار رکعت روزانہ ادا فرمائے پچیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی۔ حضرت خواجہ معین الدین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کس طرح شریعت پر فدا رہے۔ اول بھی شریعت ہے، آخر بھی شریعت ہے۔ شریعت کو چھوڑ کر فقر ہرگز حاصل نہیں ہوتا ہے۔ جہاں تک ہو سکے شریعت پر قائم رہیے ولی حاصل ہو جائے گا۔ مرشد کی نگاہ اور توجہ طالب کو مقصود پر پہنچا دیتی ہے۔ جب درویش کے اندھوں پر حضرت جناب غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کا قدم نہ آئے ولایت نہیں ملتی جب تک شریعت اور سنت نبوی پر درویش قائم نہ ہو حضور عالی قدم نہیں رکھتے۔

زیارت غوثیہ حاصل کرنا

رات کو صاف معطر لباس پہن کر دو رکعت نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ شریف ایک بار، آیۃ الکرسی تین بار اور سورت اخلاص گیارہ بار پڑھے۔ دوسری رکعت میں سورت فاتحہ کے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ پندرہ بار پڑھے۔ سلام پھیر کر قبلہ رو ہو کر درود شریف قادری و ہزارہ دونوں ایک ہزار ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھے تا روز اکتالیس دن بلا ناغہ ادا کرے اور ایک جگہ پر نیند کرے۔ انشاء اللہ ضرور زیارت نصیب ہوگی۔ جب تک زیارت غوثیہ نہ ہو تب تک طالب آگے ترقی نہیں کر سکتا۔ حضور عالی کی طاقت کی امداد ہو تب ہی آگے ترقی ہوتی ہے۔ طریقت میں عمر گزارنی پڑتی ہے۔ تصور اور مراقبہ سے نقشہ غوثیہ دل پر پختہ کرے تصور کی برکت سے درویش کامیاب ہوتا ہے۔ جب حضور عالی کو خواب میں نہیں دیکھا تو کس طرح تصور حاضر کرے گا؟

Marfat.com

لطائف

لب کو شغل پکانے چاہیں:

اول لطیفہ اخفی، سیاہ نور، دوم لطیفہ قلبی، سفید نور، سوم لطیفہ روحی، سبز رنگ، رطوطا، چہارم لطیفہ سینہ سر میں بیضا رنگ زمرد مثال انڈا، پنجم اخفی لطیفہ۔

): دماغ میں، مانند پالکی آواز جذبہ مشال انخدلڑکا پکارتا ہے۔ ششم لطیفہ اخفی ال

)دماغ میں، یہ لطیفہ حضرت شاہ منصور رحمتہ اللہ علیہ کی طرح آواز ہے۔

شاغل نور:

اندر مکان میں اندھیرے میں بیٹھ کر چشم کھول کر اللہ تعالیٰ کا نور سفید دیکھے یہ ن کو روشن کرتا ہے اور دل کو نور کرتا جائے۔

غل فنا:

رات کو اندھیرے میں بیٹھ کر طالب اس میں اللہ تعالیٰ کا تصور کرے کہ میں مر گیا ہوں اور زمین پر لیٹ جائے۔

غل ذکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

طالب رات کو دروازہ بند کر کے اسم محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نقشہ دیکھے اور شکل الی تصور کرے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نور میں غرق ہو گیا ہوں تا کہ اپنا آپ نظر آئے۔ دوسرے کو یہ راز ظاہر نہ کرے۔

Marfat.com

شغل انا الحق:

باہر صحرا میں جا کر کلمہ جمع کرے اور درمیان میں آپ چوکی پر بیٹھ کر ان کلمو جائے تا کہ ان کی تپش تکلیف نہ دے انا الحق پکارتا جائے تصور سولی پکا تا جائے تا کہ اپنا آپ یاد نہ رہے کہ میں زندہ ہوں روزانہ اس عمل کو پکائے۔

طالب کو ذکر اللہ کرنا چاہیے

رات کو تنہا صحرا میں جا کر بیٹھے پانی کا کوزہ پاس رکھے اور چار گٹھا ہو کر بیٹھے زبان پر مانند کبوتر کے ذکر کرے ظاہر آواز سے اللہ اور اندر دماغ سے ہو کرے۔ لگا تا منت کرے اور سر پر پانی چھڑکے اسی طرح رات کو ذکر کرے تا کہ دل کی کثافت جائے۔ سر میں کھجن کی مالش کرے اپنا فکر کرے کہ دماغ پھٹ نہ جائے۔ ایک گھنٹہ زیادہ نہ کرے۔

طالب ذکر سحری بھی کیا کرے

بعد از نماز فجر علیحدہ بیٹھ کر **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** پکا باہر اللہ ہو اندر ھو ہو۔

Marfat.com

درویش کا کیا درجہ ہے اور کیا کام ہے؟

ایک وہ درویش ہے جو مکتب خانہ میں پڑھتا ہے اور شام کو وظیفہ مانگتا پھرتا ہے۔

ایک درویش وہ ہے جو سبز یا سیاہ رنگ کے کپڑے پہنتا ہے ہر گاؤں میں پھرتا

۔

۔ ایک درویش وہ ہے جو درازی مونچھ سر منڈوایا ہوا سر پر ایک لٹ بالوں کی رکھی ئی ہے تن کے جرے اور لوہے کے کڑے بازوں میں ڈالے ہوئے ہاتھ میں چمٹا لوہے کا سانس بھیک مانگتا ہے۔

ا۔ ایک درویش وہ ہے جو سر منڈا ہوا دراز کرتہ پہنا ہوا۔ بھنگ، چرس، افیم، منشی یزاں استعمال کرتا ہے یا کسی کا نعرہ لگاتا ہے، کمر سے کا سینگ بجاتا ہے۔

ی۔ ایک درویش وہ ہے جو ساری عمر میں نماز نہیں پڑھتا نہ غسل کرتا ہے۔ صرف کپڑے گیری رنگ کر کے درویشی کا دم مارتا ہے۔

ایسے درویش درویشی کے نام پر دھبہ ہیں۔

۔ ایک درویش وہ ہے جو دونوں جہانوں کو طلاق دے کر علیحدہ ہو کر بیٹھتا ہے اور اپنے جسد کو مقامی جگہ چھوڑ کر سارے عالم کی سیر کرتا ہے۔ جب چاہے اصلی جسد میں داخل ہو جاتا ہے۔ دل چاہے تو فرش عرش کی سیر کرتا پھرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اس کو کوئی حجاب نہیں ہوتا۔ اس کو مذاقیہ درویش کہتے ہیں۔ اس درجہ کا کوئی درویش نہیں ہوتا ہے۔

صوفی کس طرح کا ہوتا ہے؟

ا۔ صوفی وہ ہے جو اپنے آپ کو نازک نازنین سمجھتا ہے۔

Marfat.com

۲۔ صوفی وہ ہے جو صوف کے کپڑے پہنے اور چکور کی چال چلے۔

۳۔ صوفی وہ ہے جو خوراک کم کھاتا ہے، کم گفتگو کرتا ہے، نرم آہستہ بولتا ہے۔

۴۔ صوفی وہ ہے جو عالمانہ لباس پہنتا ہے، مگر تقریر کرنا نہیں جانتا۔

۵۔ ایک صوفی وہ ہے جس کو خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا تعلق ہوتا ہے کہ ملائک اور انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی واقف نہیں ہوتے اور وہ صوفی اللہ تعالیٰ کو اپنی مرضی سے مناتا ہے اور رضامندی کا کام کرتا ہے۔ اس کا قدم تمام قطبان، غوثان، ابدالان کے کاندھے پر ہوتا ہے اور وہ انبیاء علیہم السلام سے امداد لے سکتا ہے۔

اس مدارج کا صوفی اول درجے کا ہوتا ہے اور ایسا صوفی ایک قدم مشرق، دوسرا مغرب، ایک قدم زمین پر دوسرا عرش پر رکھتا ہے اور اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی حجاب نہیں مشاہدہ سے سوال جواب کرتا ہے۔ اس کی زبان وکلام اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے اور اسی کا حکم شے پر غالب ہوتا ہے۔ اپنا جسد ایک جگہ مقرر ہے لیکن جسد سے جدا ہو کر ہر علم کی سیر کرتا ہے۔ اس سے زمین کا حجاب نہیں ہوتا۔ اس کا پیغام ہوا تقسیم کرتی ہے۔ اس کے ماتحت ملائک بھی ہوتے ہیں۔ بر، بحر، پہاڑ اس کے غلام ہوتے ہیں۔

۶۔ ایک اور صوفی ہوتا ہے جس کا تعلق نہ اولیاء کرام سے نہ انبیاء علیہم السلام سے ہوتا ہے صرف اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ وہ گناہ سے، ثواب سے، کفر اور اسلام سے عاشق مشتاق سے، ہر بات سے لاپرواہ ہوتا ہے اور اس قسم کا صوفی خال خال (بہت کم) ہوتا ہے۔

طالب کو چاہیے ولی اللہ کو نہ آزمائے

طالب اگر دلیلوں کے لے کر ولی کے پاس جائے کہ میری دلیل سمجھتا ہے نہیں یہ رکت شیطان سکھاتا ہے۔ طالب کو توبہ تائب ہونا چاہیے۔ ولی اللہ دلیل کی پرواہ نہیں کرتا ں کی نظر اور غضب سے بچنا ضروری ہے۔ اگر ولی اللہ حقارت سے دیکھ لے تو ساری عمر کے لیے خوار کر دے۔ طالب کو چاہیے کہ دل دلیلوں سے خالی کر کے جائے۔

طالب کو بے ادبی خوار کرتی ہے

بقول سید بھلے شاہ صاحب ایک ہی خیال دل میں آیا ہے کہ میں سید ہوں شاہ عنایت آرائیں ہے۔ اتنی گستاخی نے آپ کو سالہا سال کے لیے منزل مقصود سے پیچھے کر دیا۔ بڑی عاجزی سے معافی ہوئی تب آپ نے فرمایا۔

بھلے نالوں چُلا چنگا جس پر طعام پکائیدا
جے لوڑیں توں باغ بہاراں چاکر ہو آرائیں دا

بقول سید بڑھن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کلانور شریف ضلع گورداسپور آپ حضرت سید میراں شاہ صاحب موضع ٹھلای نوالہ متصل جہلم شہر کے مرید تھے۔ آپ کو خیال آیا میں علم دار ہوں اور پیر صاحب ظاہر علم نہیں رکھتے۔ آپ نے بڑھن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو آزمانے کے واسطے الٹا وضو فرمایا تھا۔ بڑھن شاہ صاحب نے نفرت کی اور فرمایا حضرت یہ وضو جائز نہیں ہے، پھر کیجئے۔ جناب نے فرمایا کہ تم فقر کے قابل نہیں ہو۔ پچاس سال کی محنت کو

Marfat.com

ایک لمحہ میں ضائع کر دیا۔ پچیس سال روتے رہے۔ منت زاری کی تو مرشد صاحب معافی دی۔ اپنے حال پر پہنچے اور تائب ہوئے۔

بابا جنگو شاہ صاحب بنالہ شریف کے مرید تھے۔ آپ کابل کے محافظ تھے۔ ایک دفعہ جناب دورہ پر علاقہ گجرات تشریف لائے۔ موضوع جوکن قیام فرمایا۔ جب ملوہ کھوکھر آئے تو بابا جنگو صاحب نے تعظیم نہ کی نہ اٹھے اور نہ سلام کی۔ حضور نے اتنا فرمایا جنگو برتن خالی ہے اور روانہ ہو کر دین تشریف لائے۔ تھوڑی دیر بعد بابا جنگو شاہ گریہ زاری کرتے ہوئے آئے۔ کہا معافی کا خواستگار ہوں اور منہ کو کالا کیے ہوئے کھڑے ہوئے آپ نے لنگر شریف سے روٹی کا ایک ٹکڑا دیا اور فرمایا جاؤ پھر ایسا مت کرنا۔ جو کاریگر بناتا ہے اس کو توڑ بھی سکتا ہے۔ جب بابا جنگو شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے ٹکڑا کھایا تو دل روشن ہوا۔ جب حضرت صاحب دورہ علاقہ گجرات فرماتے تو بابا جنگو شاہ صاحب کئی روز کھڑے رہتے بیٹھتے نہ تھے۔

حضرت میاں پیر شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ایک فرزند کا بیان ہے کہ جناب چلہ میں تھے۔ ایک خادم تحفہ لایا اور جو خادم خدمت کرتا تھا اس نے تحفہ غائب کر دیا اور خیال کیا کہ حضرت صاحب چلہ میں ہیں کب دیکھتے ہیں۔ تحفہ دینے والا چلا گیا تو اس خادم کے اندر سیاہی پھر گئی۔ حیران ہو گیا جب خادم اندر داخل ہوا شرمندہ بول نہ سکا۔ حضرت صاحب نے فرمایا امانت میں خیانت کرنا گناہ ہے میری امانت پیش کرو۔ عرض گزاری آپ نے امانت کو نہیں دیکھا۔ فرمایا اے بے عقل ولی کا دل روشن ہوتا ہے۔ اس کو حجاب نہیں

Marfat.com

فی فرمائی کبھی ایسا نہ کرنا۔

حضرت خلیفہ خان عالم نقشبندی باولی شریف متصل کریالہ اسٹیشن ان سے جہ ادے ہم راہ تھے۔ آپ موضع سبور آوان دورہ شریف فرما رہے تھے۔ آپ سے جہ ادے قابل تھے۔ کاؤں میں ایک حصہ اونچا دوسرا حصہ گاؤں کا نیچا ہے۔ اونچی طرف اجہ ادے صاحب نے ڈیرہ جمایا اور نیچے والد صاحب نے شام کی نماز کے بعد حلقہ ی ہوئی۔ دوسری طرف صاحبزادہ صاحب نے حلقہ بندی فرمائی۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے فرمایا اے بے ادب فرزند! ادب درکار ہے۔ ساعت بعد صاحبزادے روتے ہوئے ئے اور کہا کہ میرا دل سیاہ ہو گیا حلقہ بندی ضبط ہو گئی۔ نماز سے دل منکر ہو گیا، والد صاحب نے فرمایا اگرچہ والد اور بیٹا ہو ادب درکار ہے۔ فقر میں باپ اور بیٹے کا کیا لحاظ امر کیا تعلق ہے۔ میرے اونچی جگہ ڈیرہ جمایا وہاں سے نیچے اترا ہزار ہا طالب بے ادبی اور گستاخی سے اپنے مقصود کو کھو بیٹھے شریعت ظاہراً ادب، فقر باطن ادب ہے۔

طالب کو ترقی ادب سے اور تنزل بے ادبی سے ہے

طالب کو اتنا ادب چاہیے کہ اپنے مرشد کے سامنے اف تک نہ کرے۔ شوخ نہ بولے اس کے سایہ پر قدم نہ رکھے۔ اس کی طرف پشت نہ کرے۔ رات کو اس کی طرف پشت و قدم نہ کرے۔ اس سے اعلیٰ لباس نہ پہنے۔ جس جگہ مرشد مسکن اختیار کرے وہاں اس حد کے اندر گھوڑی پر سوار نہ ہو بلکہ وہاں حدود کے اندر بول و براز نہ کرے۔ خیالات تبدیل نہ کرے۔ بے وضو نہ رہے۔ نرم اور شیریں زبان بولے۔ ہر وقت اپنے دل کی تختی

Marfat.com

پر نظر رکھے۔ دل میں اللہ اللہ کرتا رہے۔ بیہودہ بات نہ کرے۔ ولی اللہ سے دور نزدیک سوال نہیں ولی اللہ کی نگاہ تحت الثریٰ سے عرش تک ہوتی ہے۔ اگر چہ مرید مشرق میں ہو مرشد مغرب میں ہو تو مرشد مرید کی بات کی آواز سنتا ہے اور باطن کی نظر سے دیکھتا ہے۔

طالب کو یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ مرشد ظاہری علم نہیں جانتا

ولی اللہ ظاہری علم بھی جانتا ہے اور باطنی علم کا ماہر ہوتا ہے۔ ولی اللہ کا بال بال کرتا ہے اور بال بال روشن ہوتا ہے۔ ولی اللہ کا نیند کرنا اور بیدار ہونا ایک موافق ہے جب ولی اللہ ظاہر چشمان سے سوتا ہے تو اس کے دل کی چشمان روشن ہوتی ہیں۔

فرقہ مجذوبان پر حقارت کی نظر نہ ڈالو

مجذوب جماعت کے فقراء بظاہر خستگی میں رہتے ہیں مگر سیرت میں روشن ہوتے ہیں۔ ان کا لباس جنت سے ہوتا ہے۔ ان کو خاک آلودہ اور ان کو غلیظ رنگ نہ دیکھو ان کو مست مدہوش نہ دیکھو۔ یہ بزرگ اپنے کام میں بہت چالاک ہوتے ہیں۔ ان کی زبان سیف اللہ ہوتی ہے۔ جتنا علاقہ ان کو ملا ہوتا ہے اس کو خوب سنبھالا ہوتا ہے۔ مجذوبین بے خبر نہیں ہوتے۔ ان کا سیدھا اور الٹا پن ایک جیسا ہوتا ہے۔ ان کی خدمت کریں یا خدمت نہ کریں تو ان کی بے ادبی نہ کریں بہترین نصیحت ہے۔ مجذوبین میں بہت بہت کمالات اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں۔ ان کا کرتب فنا اور بقاء ہوتا ہے۔ ان کے ضمیر آگ زیادہ گرم ہوتے ہیں۔ ان کو سردی اور گرمی کی پرواہ نہیں ہوتی، امداد الٰہی ہوتی ہے۔

Marfat.com

مرشد مرید کھوٹا یا کھرا پرکھتا ہے

جب طالب کو مرشد پاک بیعت کرتا ہے اس پر پوری توجہ ڈالتا ہے۔ اگر مرید میں
اپن ہو تو بیعت کرتے وقت مرید کے ہر رگ ریشہ میں اسم ذات کا اثر ہو جاتا ہے۔
ہ کا دل لرزتا ہے، رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور مرشد پاک کا عکس مرید کی آنکھوں
جم جاتا ہے۔ مرید کو معلوم ہو جاتا ہے کہ مرشد کامل ہے۔ اگر مرید میں کھوٹا پن ہے تو
ب مرشد صاحب توجہ ڈالتا ہے تو مرید کو ذرا اثر نہیں ہوتا، پتھر کی طرح ہوتا ہے۔ مرشد کو
دم ہو جاتا ہے کہ یہ مرید غلیظ شرشت ہستی ہے، اس کو ذکر اثر نہیں کرتا۔

کامل اعتقاد کا طالب

کامل اعتقاد کا طالب یہ اپنی مراد کو پہنچ جاتا ہے۔ اگر مرید پر سختی آئے، رزق،
ں، دولت، اولاد کی تو مرشد پاک کا شکوہ شکایت نہیں کرتا۔ توکل مولا سے کام لے گا۔ وہ
کھتا ہے کہ تکلیفیں انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی آتی تھیں تو وہ مزید تکلیف سے نہیں
ڈرتا بلکہ حوصلہ اور امید فضل وکرم سے کام کرنا ہے۔ پھر اس پر اللہ پاک مرشد کی توجہ سے
ب رحمت کھول دیتا ہے۔ ہر تکلیف رفع کرتا ہے۔ ناقص الاعتقاد پہلے مرشد پاک کی
کایت کرے گا پھر اعتقاد جاتا رہے گا اور اپنی مراد سے نامراد رہے گا۔

طالب صادق۔ طالب کاذب

طالب صادق کو مرشد پاک کی محبت سے دن بدن نور چمکتا نظر آتا ہے۔ اس کے

Marfat.com

دل سے کثافت خارج ہوتی جاتی ہے اور ذکر سے اس کا شوق بڑھتا جاتا ہے۔ بیدار خوش ہوتا ہے۔ ہمہ تن مرشد پاک کا تصور اور ورد کرتا رہتا ہے اور مراقبہ میں اس کو مقدسہ کی زیارت ہوتی رہتی ہے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت ہوتی رہتی ہے خواب میں جانور کی طرح پرواز کرتا ہے۔

طالب کاذب اس کا قلب سیاہ رہتا ہے۔ بدحواسی کی باتیں کرتا ہے۔ اللہ ذکر سے اس کو اثر نہیں ہوتا۔ بداعمال کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ آوارہ گرد پھرتا ہے

طالب کو چاہیے کہ اپنی حفاظت آپ کرے

۱۔ نشہ آوری چیزیں استعمال کرنے والوں سے دور رہے۔

۲۔ شراب خور، جواباز، بے نماز، اولیاء اللہ انبیاء اعلیہ السلام کے مخالف مخالفت رکھے، مرشد کے مرتد اور مردود سے دور رہے۔

۳۔ بدمعاش عورتوں کی مجلس، عیاش جماعت سے پرہیز کرے۔ قادیانی اور وہابی حدیثوں کی مجلس میں نہ بیٹھے۔ اپنی زبان کو بدگمانی سے بچائے۔ آنکھوں کو بدنظر روکے۔ پاؤں کو بدعمل کرنے کی نیت سے روکے۔ غیب، حسد، بغض، بخل، شرک، چغلی کرے۔

درویش کے عادات

رات کو حجرہ سمجھ کر تازہ وضو کر کے بعد نماز عشاء نوافل اور تسبیح پڑھیں درود وظائف ادا کریں۔ نصف رات کے بعد تہجد بارہ رکعت نفل پڑھیں۔ ذکر جہر کریں بعد

پھر مراقبہ با تصور شیخ کریں۔ دن و شب تسبیحات۔ کلمہ طیبہ اور کلمہ تمجید آیۃ الکرسی پڑھ کر

یں۔

صفات درویش

ہ وقت اپنے آپ و اللہ تعالیٰ کے روبرو سمجھیں۔ ہ وقت اس کی صفت کی کرے

ں۔ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات بیان کریں۔ اولیاء کرام کی کرامات بیان

ں۔ اپنے استاد کا ذکر خیر اور والدین کی صفت کریں اور ہ طرح سے جہاں تک ہو سکے

ان کا ادب بجا لائیں۔ ہ درویش کا پردہ رکھیں۔ درویشوں کی غیبت درویش سے

درویش فقر والا زم ہے کہ کسی کے حق میں بددعا نہ کرے۔ طالب جب عمل نیک کرے

پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم طلب کریں۔

طالب کے اوراد و وظائف اور عمل

جو مرشد پاک نے وظائف طالب کو عنایت کیے ہوں وہی پڑھے تعداد کی ہ

طابق ہو اگر کسی وجہ سے وقت پر نہ پڑھے جائیں تو دوسرے وقت ادا کرے۔ نہ

ے دوسرے کسی کے بتائے ہوئے نہ پڑھے۔ ختم شریف حضرت جناب غوث پاک

یا کرے یا خود پڑھ لیا کرے۔ طالب کو ضروری ہے کہ اپنے دل کی تمام چوکیداری

ے وہم وسواس کو دور ہٹا دے۔

Marfat.com

درویش کو امیر دولتمند کی دعوت سے پرہیز

درویش کو امیر شخص کی دعوت سے ممانعت چاہیے۔ ایسی دعوت میں طالب پراگندہ ہو جاتا ہے۔ انانیت، تکبر، خودی، شبہات، غیر زکوٰۃ حصہ ہے۔ طالب کو اسہا یتے ہونا ضروری ہے۔ خوراک کی قوت زائل کر دینا چاہیے تا کہ سیاہی سے بچ جا ساوس توہمات خناس خرطوم نازل ہوتے ہیں۔ کلمہ تمجید پڑھ کر اپنے وجود پر دم کرے کر دیا کریں۔

طالب کو لازم ہے کہ سردست فنافی الشیخ ہونا اختیار کرے اور اس منزل کر کرے۔ اگر طالب نے اس منزل کو طے کر لیا تو باقی منزلیں آسان ہیں۔ کیونکہ فنا کی منزل سے امداد ملتی رہتی ہے۔ ہر منزل پر شیخ ہی دستگیری کرتا ہے۔

طالب کی "ط" سے طلب مراد ہے۔ "الف" سے اللہ کی محبت "ل" لہو ولعب سے بچنا "ب" سے بندگی کرنا اور اس کی مزدوری نہ چاہنا مراد ہے۔

مرید: "م" سے مردہ ہونا عشق کی راہ میں "ر" سے ریاضت کی آگ ڈالنا اپنے آپ کو "ی" سے یگانہ رکھنا مولا کریم کے ساتھ "د" درد پیدا کرنا حقیقی کا۔

مرشد: "م" سے مراد محبت پیدا کرنا ذات الٰہی سے "ر" سے مراد رجو فقر کی طرف بلا واسطہ "ش" سے مراد شوق دریا میں غوطہ کرنا "د" سے مراد دنیا داروں سے دور رہنا۔

Marfat.com

طالب کو شہادت کا درجہ حاصل کرنا چاہیے

طالب مولا کریم کو تلاش کرے۔ "ش" مشاہدہ کے لیے۔ "و" ہدایت مرد میں داخل کرے اپنی جان کو۔ "الف" احدیت کی مطابعت میں مصروف ہو۔ دائمی حیات حاصل کرے۔ "ت" ترک کرے جان اور جہان کو مجاہدہ کرے اپنے سے زہد کرے واسطے خلاصی ہونے غلامی نفس سے۔

طالب مولائی کو چاہیے بیابان کو وطن بنائے۔ بیابان حجرہ گوشہ تنہائی میں ہو ت سے باہر رہے۔ عام دنیا سے گفتگو کرنا بند کرے۔ صحرا میں خوش رہے فاقہ کشی میں ذر ہے۔ کسی چیز کا طالب نہ ہو۔ مولا کریم کے لنگر شریف سے خوراک کھائے اور زمین رش پر نیند کرے۔

ولی اللہ کی اقسام

ولی اللہ بہت قسم کے ہوتے ہیں۔

ولی اللہ جس کا دل آئینہ کی طرح ہوتا ہے۔ اس کو معلوم ہوتا ہے کہ میں ولی اللہ

ولی اللہ جس کا دل روشن نہیں ہوتا مگر اس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ میں ولی ہوں۔

ولی اللہ وہ ہوتا ہے جس کے سپرد کوئی کام نہیں ہوتا ہے۔ صرف درود و ظائف مصروف رہتا ہے۔ یعنی ذکر فکر کا مالک ہے۔

ایک ولی وہ ہے جس کے سپرد کام لگا جاتا ہے اور اس سے کام لیا جاتا ہے۔ یعنی

Marfat.com

زمین سے کسی کے مالک ہوتا ہے۔ خلیفۃ اللہ علی الارض۔

۵۔ ایک ولی اللہ وہ ہوتا ہے جس کو لوگ ولی اللہ سمجھتے ہیں۔ جہاں سے روانہ ہوتا وہاں سے بہ انسان کے کان میں آواز (ندا غیبی) کا اظہار ہوتا ہے۔

۶۔ ایک ولی اللہ وہ ہوتا ہے جو صرف مخلوق کی بہتری کے واسطے مقرر کیا گیا۔ مخلوق و فائدہ دے رہا ہو۔

۷۔ ایک ولی اللہ وہ ہوتا ہے جو مخلوق سے بھاگتا ہے۔

۸۔ ایک ولی اللہ وہ ہوتا ہے جس کا واسطہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے اور مخلوق خبر ہی نہیں ہوتی۔

۹۔ ایک ولی اللہ وہ ہوتا ہے جو کسی کو فائدہ نہیں دیتا۔

۱۰۔ ایک ولی اللہ وہ ہوتا ہے جس کے ہاتھ پر تمام مخلوق کا انتظام ہوتا ہے۔

۱۱۔ ایک ولی اللہ وہ ہوتا ہے جو تمام دنیا کے انسان، حیوان، درندے، چرند، جنات، موکلات کو اپنے تصرف میں گھیر لے۔

۱۲۔ ایک ولی اللہ وہ ہوتا ہے جس کو آسمان کے ستاروں کی تعداد اور زمین کے ریت کے دانوں کی تعداد معلوم ہوتی ہے۔

۱۳۔ ایک ایسا ولی ہوتا ہے کہ ملک الموت علیہ السلام جب تک اس ولی سے اجازت حاصل کر لے اس کے مریدوں کی جان قبض نہیں کر سکتا ہے۔ اس مدارج کا ولی اللہ ایک ہی ہوتا ہے۔ ہر نبی علیہ السلام کے قدم پر ایک ولی اللہ ہوتا ہے۔ جو ولی اللہ جس نبی علیہ السلام کے قدم پر ہوتا ہے نبی علیہ السلام کی تاثیر و عمل، معجزہ اس ولی اللہ میں ہوتا ہے۔ ولی اللہ کا

Marfat.com

ن لینے والا کافر ہوتا ہے۔ شیطان اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ انسان کامل وہ ہوتا
نس کا ادب کامل ہو۔ اعتقاد انتہا درجہ پر ہو۔

فقر کے دریا کا کنارہ نا معلوم ہے۔ واللہ اعلم بالغیب

پیشوا کے متعلق

مَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (بنی اسرائیل ۱۷:۷۱)

مہ: وہ دن جب ہم بلائیں گے تمام انسانوں کو ان کے پیشوا کے ساتھ۔

ل: پیشوا کس قسم کا ہوگا؟

اب: ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی مسند پر تشریف فرما تھے کہ یہودیوں
نے ایک یہودی کو بھیجا کہ جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دریافت کرلو کہ کیا چیز
ہے؟ یہودی آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم روح کے متعلق ہمیں سمجھایا
لئے۔ رسول اللہ نے فرمایا بیٹھ جاؤ، میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے دریافت کرتا ہوں۔
تنے میں جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کہتا ہے کہ اس
ودی کو کہہ دو

لِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا
نی اسرائیل ۱۷:۸۵)

جمہ: بتایئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور نہیں دیا گیا ہے تمہیں علم مگر تھوڑا
ما۔

Marfat.com

یہودی چلا گیا۔ اصحابؓ جو کہ وہاں موجود تھے انہوں نے عرض کیا کہ یارسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے ماں باپ آپ پر قربان جائیں! ہم تو پریشان ہو گئے کہ ہمیں روح کا علم کم ہے تو پھر ہم پیروی کیسے کریں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لیے دریافت کرلوں گا۔ اتنے میں جبرائیلؑ حاضر ہوئے اور حکم لائے اپنے صحابہ سے کہہ دو

وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ (الحجر ۲۹:۱۵)

ترجمہ: اور پھونک دوں اس میں خاص روح اپنی طرف سے۔

صحابہ کو تسلی ہوئی۔ اس پر بات چیت ہوتے ہوئے یہ بات یہودیوں تک پہنچی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابہ کو کہا ہے کہ "روح خدا ہے"۔ تو یہودی نے پھر دوسرے دن ایک اور یہودی کو بھیجا اور کہا کہ "خدا کا مقام کہاں ہے"؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کرلوں گا۔ اتنے جبرائیلؑ حاضر ہوئے اور یہ آیت پیش کی۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ق ۱۶:۵۰)

ترجمہ: اور ہم اس سے شہہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔

یہودی چلا گیا۔ اسی وقت صحابہ حیران رہ گئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمیں بھی سمجھایا جائے۔ اگر خدا تعالیٰ ہماری شہہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہم ان کے قریب کیسے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تمہارے لیے دریافت کرلوں گا۔ اسی وقت حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے اور کہا کہ اپنے اصحابہ کو کہ

Marfat.com

فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (الذاریات ۵۱:۲۱)

ترجمہ: اور تمہارے وجود میں بھی (نشانیاں ہیں) کیا تم کو نظر نہیں آتیں۔

ان چار آیتوں سے پتہ چل گیا کہ روح درحقیقت اللہ تعالیٰ کا امر ہے۔

جب خدا روح ہے اور اندر موجود ہے تو اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت کو چاہیے کہ ہم اپنی آنکھوں سے خدا کو دیکھ لیں مگر یہاں یہ سوال ہے کہ موسیٰ کو کیا تھا کہ لن ترانی (تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے ہو) مگر امت رسول اللہ کو حکم دیتا ہے کہ دنیا میں مجھے دیکھو او

وَمَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی

(بنی اسرائیل ۱۷:۷۲)

ترجمہ: اور جو شخص اس دنیا میں اندھا بنا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔

تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی امت کو دیکھنے کا طریقہ بتایا ہے۔ وہ کون سا طریقہ ہے؟ وہ شریعت ہے، قرآن پاک میں ہے

ثُمَّ جَعَلْنٰکَ عَلٰی شَرِیْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (الجاثیہ ۴۵:۱۸)

ترجمہ: پھر ہم نے پختہ کر دیا آپ کو صحیح راہ پر دین کے معاملہ میں، پس آپ اس کی پیروی کرتے رہیں اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں جو بے علم ہیں۔

شریعت تین چیزوں کا مجموعہ ہے۔

Marfat.com

اول:

جب کوئی آدمی اپنی منزل مقصود تک جانا چاہتا ہے تو اس کے لیے ایک مقصد ہ

ہے۔

دونم:

ایک طریقہ ہوتا ہے جس کے ذریعے سے اپنے مقصد تک پہنچ سکتا ہے۔

سوئم:

بصر یعنی نگاہ ہوتی ہے جس کے ذریعے سے راستہ نظر آتا ہے۔

شریعت ایسا قانون ہے جو تینوں کو جمع کیے ہوئے ہے۔ یعنی

۱۔ آیات: ھذا بصائر (آنکھیں بھی ہیں)

۲۔ وھدی (راستہ بھی اسی کے ذریعے طے ہوتا ہے)

۳۔ رحمۃ (رحمت ہی کے مقصود بھی اسی سے حاصل ہوتا ہے)

شریعت کے پانچ اجزاء ہیں۔

۱۔ ایک جز تو عقائد کا ہے کہ دل سے اور زبان سے یہ اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جس چیز کی جس طور پر خبر دی ہے، حق ہے۔ یعنی **اِقْـــرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ**۔ (جو شخص اقرار زبان سے کرلے اور تصدیق دل سے کرلے) یہ عقائد شریعت ہوتی ہے۔

۲۔ عبادات ہیں یعنی نماز، روز، حج، زکواۃ وغیرہ۔

Marfat.com

معاملات ہیں یعنی احکام نکاح، طلاق، حدود کفارات، بیع، خرید وفروخت، وزراعت۔

معاشرت یعنی اٹھنا، بیٹھنا، ملنا، جلنا، مہمان بننا، کسی کے گھر جانا، بیوی، بچوں، بڑوں، اجنبیوں، نوکروں کے ساتھ برتاؤ کرنا۔ شریعت کے اندر ٹھیک طور پر کرنا ہے۔ اگر شریعت کے خلاف برتاؤ ہے تو یہ عقائد تابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہیں

-۱

علم تصوف ہے جس کو شریعت میں اصلاح نفس (اپنے نفس کو درست کرنا) کہتے ں۔ اس کے متعلق راستہ بتانے کا طریقہ ہے۔

انَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْماً فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ كُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

(الانعام ۶:۱۵۳)

ترجمہ: اور بے شک یہ ہے میرا راستہ سیدھا سو اس کی پیروی کرو اور نہ پیروی کرو اور راستوں کی (ورنہ) وہ جدا کر دیں گے تمہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے، یہ ہیں وہ باتیں حکم دیتا ہے تمہیں جن کا تا کہ تم متقی بن جاؤ۔

راستہ شریعت ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے تین حصوں پر تقسیم کیا ہے۔

طریقہ عمل: **اِسْمُهٗ جِسْمُهٗ نَسِیْمٌ وَسِیْمٌ**

ترجمہ: اس کا نام اس کا جسم۔ موٹا جسم یعنی فربہ جسم۔ صبح کی نرم ہوا صبح کی خوشگوار ہوا۔

Marfat.com

خوشبودار ہوا۔

یعنی اسم قائم کرلوتو جسم خود بخود آجائے گا۔ جب جسم آجائے گا تو دیدار ہوجائے گا۔

اس پر چلانے کے متعلق :

سب سے پہلے امت رسول اللہ کو چاہیے کہ حکم خدا پورا کرے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(ال عمران ۳:۳۱)

ترجمہ: اے محبوب، آپ فرمایئے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے میری پیروی کرو تب محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ۔

جب حبیب کے ساتھ محبت قائم ہوجائے تو اس کے لیے بیعت کرے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا (الفتح ۴۸:۱۰)

ترجمہ: اے جان عالم، بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں، درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے، پس جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی ذات پر ہوگا اور جس نے ایفاء کیا اس عہد کو جو اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا تو وہ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

Marfat.com

یعنی بیعت کرنے کے بعد اس آیت پر اسمہ جسمہ پر عمل کرے اور اسم کو قائم کر
تو خود بخود جسم آجائے گا اور دیدار ہو جائے گا اور یہ شخص امانت ہو جائے گا۔ جب امانت
تو یہ ایک وسیلہ بن گیا تو یہی شخص پیشوا مقرر ہو گیا اور اس کے ساتھ رابطہ لگانا فرض ہوا تا
روز قیامت میں اس کے نیچے کھڑے ہوں گے۔

مل:

یعنی پیر کا نام قائم کرو گے تو پیر کا جسم آجائے گا اور اگر محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے
م کو قائم کرو گے تو جسم آجائے گا اور اگر اسم اللہ قائم کرو گے تو اللہ کا جسم آجائے گا۔ یعنی
وار کریمہ جاری ہو جائے گا۔ یہ جسم اللہ ہے۔

اسی طرح عمل کرنا۔ یہ دنیا میں دیدار اللہ تعالیٰ ہے اور یہی پیشوا ہے۔ جو روز
یامت میں ہر شخص اپنے اس پیشوا کے نیچے کھڑا ہوگا۔

طرح مثال کے متعلق

اطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ
لْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ
لْبَصِيْرُ (الشوریٰ ۴۲:۱۱)

جمہ: وہ پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا، اسی نے بنائے تمہارے لیے تمہاری
جنس سے جوڑے اور مویشیوں سے بھی جوڑے بنائے، وہ پھیلاتا رہتا ہے تمہاری نسل کو
اس کے ذریعہ، نہیں ہے اس کی مانند کوئی چیز، اور وہی ہے سب کچھ سننے والا دیکھنے والا۔

Marfat.com

تفویض (حوالگی، سپردگی، تحویل) کے متعلق

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ ۚ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ (المومن ۴۰:

ترجمہ: اور میں اپنا (سارا) کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں، بے شک اللہ تعالیٰ دیکھ
ہے (اپنے) بندوں کو۔

ہالہ نور کے متعلق

ذہن کا ذہن سے رابطہ قائم کرنے کے متعلق:

ذہن کا ذہن سے رابطہ قائم کرنے میں انسانی جسم کے گرد ایک ہالہ نور پا
ہے۔ انسان کے ہالہ نور کی رنگین روشن تصویریں جس کا تذکرہ بار بار پراسرار علوم کی کت
میں کیا گیا ہے۔ انسانی جسم سے برقی لہریں سی نکلتی ہیں۔ نہایت تیز کبھی کبھی ان کا
نارنگی نیلا، سفید، سرخ، سبز بھی نکلتے ہیں۔ کیونکہ انسان کے اندر چھ لطیفے ہیں اور ہر لطیفے
رنگ الگ الگ ہوتا ہے۔ بزرگان دین کی بہت سی فرضی وخیالی اور حقیقی تصویریں بازار
میں ملتی ہیں۔ اور نہ جانے کتنے عقیدت مند حضرات نہایت ذوق وشوق اور اعتقاد
وارادات کے ساتھ فرضی یا حقیقی تصاویر سے اپنے گھروں کو سجاتے ہیں۔

یہ ایک عجیب بات ہے کہ اسلام میں تصویروں اور مجسموں کی ممانعت ہے لیکن پھر
بھی ہزاروں مسلم گھروں اور دیندار گھرانوں میں آپ کو دینی بزرگوں اور روحانی پیشواؤں
کی تصویریں ملیں گی۔ کیونکہ ان کو ایک ہالہ نور نے حلقہ کیے ہوئے نظر آئے گا۔ اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ حساس آنکھوں اور روحی مزاج رکھنے والوں بزرگوں نے بغیر کسی مادی

Marfat.com

کے انسان کے ہالہ نور کو دیکھا لیا تھا۔ دیکھنے کی وجہ یہی تھی کہ قرآن پاک میں تماثل کا لفظ آیا ہے اور یہ مادہ جب لہروں کی طرح عمل کرتا ہے تو انرجی یعنی توانائی کہلاتا ہے۔ توانائی جب ذروں کی طرح عمل کرتا ہے تو مادہ کہلاتا ہے۔ انسانی وجود کے دو پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یعنی ہمارا جسمانی ڈھانچہ گوشت، پوست، استخوان، خون اور اعصاب وغیرہ سے مرکب ہے۔ گوشت، پوست کا جسم ذرات خلیوں سے بنا ہوا ہے اور ان خلیات کا مجموعہ انسانی جسم کے ساتھ ایک اور جسم بھی منسلک ہے جسے آپ لہروں کا پیکر کہہ سکتے ہیں۔ یہ لہریں ہمارے جسم کے گرد ایک دھند یا نورانی ہالے کی طرح نظر آتی ہیں۔ مثال آپ نے برسات میں جگنو کی چمک دیکھی ہوگی۔ شعر

اندھیری رات میں جگنو چمکتے ہیں تو رہ رہ کر
دوپٹے کے ستاروں کا چراغاں یاد آتا ہے

نہ صرف جگنوؤں کے ننھے منے وجود سے روشنی نظر آتی ہے بلکہ اندھیری رات میں چمکنے اور دھمکنے کی یہ خاصیت سب کیڑوں اور مچھلیوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ شیر اور بلی کی آنکھیں بھی اندھیری رات میں بجلی کے قمقموں کی طرح چمکتی ہیں۔ اس ہالہ نور پر عملی نقطہ نظر سے غور کریں اور یہ دیکھیں کہ تصاویر میں بزرگوں کے چہروں کے گرد ہالہ نورانی شعاعوں کے نظر آتے ہیں۔ کیا وہ صرف عقیدت مندوں کی ایجاد ہے یا اس میں کچھ اصلیت بھی ہے۔ ثابت کیا جاوے۔

Marfat.com

ثبوت:

جب کسی نقطے پر نظر جما کر دیکھتے ہیں تو نقطے کے گرد ایک سفید نور نظر آجاتا ہے پھر کچھ دیر کے بعد غائب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے پریکٹس کرتے ہیں تو خود بخود غائب ہو جاتی ہے اور جس تصویر کا تصور کرتے ہیں وہی تصویر ظاہر ہو جائے گی اور علم تصوف میں اس تصویر کو جسم مثالی کہا جاتا ہے۔

یہ ہالہ نور ایک دائرے کی طرح انسانی جسم کے گرد نظر آتا ہے اور اس سائے ہمزاد کہتے ہیں۔ ہمزاد ایک شفاف سایہ ہے جو کہ انسان کے ٹھوس جسم سے ایک انچ باہر کی طرف ہوتا ہے۔ اس ہمزادی جسم یا ہالہ نور کے اندر ایک اور جسم ہوتا ہے جو پہلے جسم کے مقابلے میں لطیف تر ہے۔ اس کو مثالی جسم کہتے ہیں۔ اسی مثالی جسم کے اندر ایک اور روحانی وجود ہوتا ہے۔ اس کا رنگ بھورا اور خاکستری ہوتا ہے اور کبھی کبھی اس کا پھیلاؤ آٹھ انچ تک ہو جاتا ہے۔ جسم مثالی مختلف حالتوں میں دیکھا جا سکتا ہے اور اسی کو ہمزاد کہتے ہیں۔ جن لوگوں میں ہالہ بینی کی صلاحیت بیدار ہو جاتی ہے تو وہ اس کے رنگ کو دیکھ کر فوراً انسانی شخصیت نیز مزاج، کردار، خواہشات، جذبات اور دماغی کیفیات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

انسانی جسم کے ہالے پر اگر پگھلے ہوئے سونے کا رنگ غالب ہو تو وہ روحانی طریقہ پر کافی ترقی یافتہ ہوتا ہے۔ سنہری زرد رنگ روحانی ترقی، سکون قلب اور بھرپور روحی زندگی کی علامت ہے۔ بزرگوں کی تصویروں میں سنہری زرد ہالے کو خصوصیت کے ساتھ نمایاں کیا جاتا ہے۔ یہ ایک عشق صادق ہے۔ اطمینان خاطر اور اعلیٰ خیالی کی بھی نشانی

Marfat.com

سنہری زرد رنگ کے بعد نیلے رنگ کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ ہاں یہ عرض
وں کہ ہر رنگ کے مختلف درجے ہوتے ہیں۔

مثلاً سنہری زرد رنگ کو لیجئے یہ بھی مختلف درجوں میں تقسیم ہے۔ بالکل نمایاں اس
م نمایاں آنکھیں گھٹتے گھٹتے برائے نام ہالہ نور میں سنہرا پن اور زردی باقی رہ جاتی ہے۔
یقت رنگ کی شوخی تیزی اور چمک ناکی کا انحصار اس پر ہے کہ خود وہ شخص دینی و دماغی
وحانی ترقی کے کس درجے میں ہے۔ انسان کے ذہنی اور روحانی رجحانات اور سرگرمیوں
بناء پر ایک اور ہی ذوق رکھنے والے لوگوں میں اسی رنگ کے روپ مختلف ہوتے ہیں۔
ل کے طور پر موسیقاروں، فنکاروں کے ہالے پر پیلا رنگ غالب ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے
اکثر موسیقاروں کا ہالہ کبودی ہوتا ہے اور لکھنے والوں کے جسمانی ہالے میں آسمانی رنگ
چمک پائی جاتی ہے۔ اس قسم کے لوگ اگر نیلم کی انگشتری پہنیں تو اپنی ذہانت میں نمایاں
افہ محسوس کریں گے۔

نیلا رنگ وحدت کائنات اور عشق کائنات کے گہرے جذبات کی نشان دہی کرتا
ہے۔ یہ رنگ بے حد سکون پہنچانے والا جذبات کو ٹھنڈا کرنے والا، تشویش کو رفع کرنے
لا، اور ذہنی عمل کو تیز کرنے والا شمار ہوتا ہے۔ نیلا رنگ رکھنے والے بے پناہ قوت تخیل کے
الک ہوتے ہیں۔ جس شخص کے ہالے کے رنگوں میں گہرا نیلا رنگ نمایاں ہو تو اس میں
جوش مذہبی لگن اور گہرا روحانی عقیدہ پایا جاتا ہے۔ نیلاہٹ پر سیاہی غالب آجائے تو سرد
ہری افسردگی اور اضمحلال کی نشانی بن جاتی ہے۔ زرد رنگ کے ساتھ نیلمی روپ ہو تو یہ

روحانی ادراک و شعور کی علامت ہے۔ نیلاہٹ کے ساتھ خاکستری جھلک پیدا ہو
اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس شخص کی سچی محبت پر خودغرضی غالب آجاتی ہے۔ جب ہلکی نیلی
رکھنے والوں پر خوف، دہشت کا دورہ پڑتا ہے تو ان کے ہالے میں خاکستری رنگ چمک
جھلملانے لگتا ہے۔ اسی طرح نیلگوں ہالہ نور پر مختلف جذبات کے زیر اثر اور بھی
چڑھتے اترتے رہتے ہیں اور یہ بات معلوم ہی ہے کہ ہر جذبے کا رنگ دوسرے سے
لگتا ہے۔

نیلے کے بعد سبز کا نمبر آتا ہے۔ یہ رنگ فطرت اور انسان دونوں کو بہت پسند
ہے کیونکہ خود زندگی سرسری امید پسندی شادابی کا استعارہ ہے۔ جوں جوں انسانی شخصیت
میں پختہ پن پیدا ہوتا چلا جاتا ہے اس کے ہالہ نور جسم میں لاجوردی رنگ کی سبزی نکھرتی
جاتی ہے۔ یہ رنگ نشوونما اگنے، پھیلنے کی روشن دلیل ہے۔ جس کے نورانی ہالے پر سبز
کا غلاف چڑھا ہوا ہوگا اس کے کردار میں ثابت قدمی، خودشناسی، ذہانت، افادیت پسند
اور عملی سوجھ بوجھ کی فراوانی ہوگی۔ ایسا شخص اپنے آپ کو ہر ماحول میں ڈھال کر غیر
دنیاوی ترقی کرتا ہے۔ زراعت، تجارت اور صنعت وغیرہ کے شعبوں میں نمایاں کامیابی
حاصل کرنے والے اشخاص کے ہالہ نور کا رنگ نہایت خوبصورت شاداب سبزی لیے ہوئے
ہوتا ہے۔ دھندلا یا نیلا ہرا حسد و رشک اور غضب کے جذبے کی دلیل کرتا ہے۔

بہرحال یہ بات طے ہے کہ بزنس اور انڈسٹری میں صرف وہی لوگ پیش قدمی
استعداد رکھتے ہیں جن کے جسم سے نکلنے والی شعاعوں میں صاف و شفاف سبز رنگ

Marfat.com

ہے۔ اگر سبز رنگ کے ساتھ خاکی یا بھورے یا بادامی رنگ کی ملاوٹ ہو تو انسانی کردار اور
ویہ میں ہچکچاہٹ اور بچپن کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ شوخ نارنجی رنگ توانائی کی علامت
ہے۔ اگر اس میں سرخی اور سبزی ہو تو قوت حیات کی فراوانی متعلق ہے۔

قدیم دانش مندوں نے کہا ہے کہ نظر میں قوت حیات بذات خود سبز رنگ کی
اور سرخ رنگ میں ملبوس ہوتی ہے۔ سرخ رنگ سب سے زیادہ طاقت ور ہوتا ہے۔ یہ رنگ
طاقت کی پہچان اور تخلیق میں جنسی جذبے سے معمور ہوتا ہے۔ جبکہ اس موقعہ پر یہ بات یاد
آئی کہ قدرتی علاج مختلف رنگوں کی بوتلوں میں سادہ پانی بھر کر دھوپ میں رکھ دیا جائے۔
تمام زندگی سرسبزی، شادابی، توانائی، صحت و صفائی، تازگی، پیداوار اور حرکت و حرارت کا
سرچشمہ ہے۔ سورج کی کرنوں سے لبریز ہوتی ہے کہ ہم اس کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔
مختلف رنگ کے سادہ پانی سے بھی بوتلیں اپنے نیلے، سبز، سرخ یا دوسرے رنگ کی مناسبت
سے شمسی توانائی جذب کر لیتی ہیں۔ اسی طرح معمولی پانی آب حیات بن جاتا ہے۔

یہ بھی سب جانتے ہیں کہ سورج کی ہر کرن سات رنگوں کا مرکب ہوتی ہے۔ یہ
سات رنگ سورج کی قوت، زندگی، روشنی اور تازگی کے نمائندہ ہوتے ہیں۔ قدرتی علاج
کے ماہرین اس صحت بخش توانائی سے فائدہ اٹھا کر پیچیدہ سے پیچیدہ امراض کے معالجے پر
قادر ہوتے ہیں۔ تیز گہری سرخی جنسی جذبے کو بھڑکاتی ہے۔ اور بعض اوقات غصہ میں
حیوانیت، غصہ اور اشتعال پیدا کرتی ہے۔ چنانچہ بہت سے جانور معصومیت سے بیل، سانڈ
سرخ کپڑے سے مشتعل ہو جاتے ہیں۔ یہ رنگ غصہ، قتل و خون، انتقام، تشدد اور شدت

جذبات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔

گلابی رنگ بے غرض اور سادہ محبت کی نشانی ہے۔ جس کے ساتھ ایثار کا جذبہ وابستہ ہے۔ اگر گلابی اور بنفشی رنگ مل جائیں تو خدا اور بندے کی محبت میں خصوصیت ساتھ مادرانہ شفقت نمودار ہو جاتی ہے۔ معتدل سرخی جس میں دلفریب شوخی ہو، خوبصورت جنسی جذبے اور نر و مادہ کے قدرتی ملاپ کے رجحان کو متحرک کر دیتی ہے۔ یعنی "دہکتا سرخ جوڑا" اور " گلابی جسموں کے پیراہنِ سرخ" اسی جذبے کے خیال انگیز پہلو ہیں لیکن جوں جوں سرخی میں خونی رنگت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے یہ رنگ سخت تباہ کن اور اشتعال انگیز ہوتا چلا جاتا ہے۔ رہا سیاہ رنگ تو ہم سب جانتے ہیں کہ وہ روایتی طور پر موت کی ترجمانی کرتا ہے۔

رنگ اور صحت

رنگ کا صحت سے بہت گہرا تعلق ہے۔ بیماری جلد کے رنگ سے جھلکتی ہے۔ مثلاً زردی، یرقان اور خون کی کمی کی علامت ہے۔ سیاہی سودایت کی خون کی خرابی ہے۔ جلد سرخ دھبوں سے نمایاں ہو جاتی ہے۔ معالج مریض کی آنکھوں، چہرے، ہتھیلیوں اور جلد کی رنگت دیکھ کر ہی اس کی حالت اور صحت کا اندازہ لیتا ہے۔

خواب بھی رنگین ہوتے ہیں اور خوابوں کے مناظر میں جو رنگ غالب ہو اس مناسبت سے خواب دیکھنے والے کے دل و دماغ کی کیفیت کو بخوبی قیاس کیا جا سکتا ہے ایک شخص مسلسل خواب میں دیکھتا ہے کہ سرخ آندھی زور و شور سے چل رہی ہے اور

Marfat.com

روں کی زد میں کھڑا ہے۔ تخلیق نفس سے پتہ چلا کہ وہ شدید غصے انتقام اور دبائی ہوئی
جذبات کے مخفی اشتعال میں مبتلا ہے۔ یہ دبائے ہوئے جنسی جذبات یا
بروں کی روپ میں بحالت خواب ابھرتے تھے۔ جب اس کو سرخ آندھیوں کا مفہوم
یا گیا ہے تو ان خوابوں کی خوفنا کی ختم ہوگئیں اور اس کی طبیعت بحال ہوگئی۔

بزرگان دین اور علماء تنفس نور والوں نے جو سانس کی مشقوں پر اتنا زور دیا ہے اس
ہب کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ منظم طریقے پر سانس کی مشقیں کرتے ہیں ان
جسم کا ہالہ نور اور تابناک و درخشاں روشن ہو جاتا ہے۔ انسان ایسی عظیم الافانی اور حیات
زقوت کا مالک ہے کہ اندرونی قوت کا اگر دسواں حصہ بھی اپنے استعمال میں لے آئے تو
ی کائنات کو ختم کر سکتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایک شخص نے اپنی قوت کو پہچان لیا اور
سرا اپنی عظمت سے بے خبر رہا۔ دنیا کا ہر انسان برتر ہے اور ہر عورت کامل عورت ہے۔
مرد کامل مرد ہے۔ ضرورت صرف یہ ہے کہ ہم اپنے عجائبات سے واقف ہو جائیں تو
ں تو ہم جنس ہالہ نور کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس کو تصوف اور علوم باطنی کی اصطلاح میں پیکر
رانی کہہ سکتے ہیں۔ کبھی کبھی یہ جسم مثالی انسان کے خاکی جسم سے واضح طور پر ایک ہو جاتا
ہے۔ عمل کرتے ہوئے یہ کیفیت جو محسوس ہوتی ہے تو یہ بجلی کی رو جسم کو چیر دیتی ہے۔ یہ
کل طبعی اور قدرتی بات ہے کیونکہ جسم خاکی سے جسم مثالی کی جدائی کے وقت اعصاب میں
تھی ایک نادیدہ برق نما لہر دوڑ جاتی ہے۔

Marfat.com

سانس اور استغراق

سانس، استغراق اور مراقبے کی تمام مشقوں کا مقصد ہی یہ ہے کہ اس روحی توانائی پیدا کیا جاوے اور اس قوت کا مرکز ریڑھ کی ہڈی کے نیچے واقع ہے۔ سانس کی مشق بعد سیدھا بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرو۔ مراقبے میں جو کچھ دیکھو گے خود سمجھ جاؤ گے۔

برزخ

جسم مثالی کو برزخ کہتے ہیں۔ اس عمل کو روحیت تو کہہ سکتے ہیں مگر ان کا روحیات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دانی پیش بینی سچے خواب، مخفی چیزوں کی اطلاع، قلوب غیب تسخیر، بیماریوں کو سلب کر لینا، اشغال روح، پانی پر چلنا، ہوا پر اڑنا یہ سب روحانیت کے مظاہر نہیں ہیں، یہ روحیت کے کرشمے ہیں۔ اس سے دھوکہ نہ کھایئے۔

تصوف کی اصلاح میں برزخ اس شے کو کہتے ہیں جو مختلف اشیاء کے درمیان واقع ہو۔ ایک تیسری چیز ہو۔ اسی طرح دونوں سے متصل بھی ہو اور الگ بھی ہو۔ جیسے عالم امر اور عالم خلق عالم مثال برزخ کی حیثیت رکھتا ہے۔ عالم مثال کثیف اقسام اور ارواح کے درمیان واقع ہے یا اعراف جس کا محل وقوع بہشت اور دوزخ کے درمیان ہے۔ یا مونگا جو نباتات اور جمادات کے درمیان ہے، برزخ کی حیثیت رکھتا ہے درخت خرما کی برزخ ہے۔ نباتات اور حیوانات کے درمیان بعض صوفی جو حکماء اشراکین کے پیروکار ہیں۔ عالم اشبات کو برزخ کہتے ہیں۔ کیونکہ عالم اشراک کے نزدیک

Marfat.com

ں کے سوا جو محسوس اور مادی ہے اور ایک دوسرا عالم بھی ہے جو غیر محسوس اور غیر مادی
ن کے باہمی میل ملاپ میں عالم برزخ میں مختلف اور گوناں گوں صورتیں پیدا ہوتی
حکمائے اشراک اپنی اصطلاح میں اس عالم کو عالم اشباح اور عالم مقدوری بھی کہتے
اور اس کا معروف و مقبول نام برزخ ہے۔

بعض کے نزدیک برزخ وہ عالم ہے جو اصلاحاً قبر کہلاتا ہے۔ اور قبر اس عرصے کا
ہے جو موت کے وقت سے قیامت تک فرض کیا گیا ہے۔ قبر اس لحد یا گھڑے کو نہیں کہتے
س میں مردے کو دفنایا جاتا ہے۔

ال تذکرہ غوثیہ:

ایک بزرگ نے اپنے مرید کو حکم دیا کہ چلم بھر لاؤ۔ مرید نے کہا حضور آگ نہیں
۔ پیر و مرشد نے فرمایا کہ جاؤ دوزخ سے آگ لے آؤ۔ جب مرید وہاں پہنچا تو دیکھا تو
چٹیل میدان ہے جہاں آگ کا پتہ نہیں۔ سخت حیران ہوا اور استغفار حال کی عرض
داروغہ جہنم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آگ کہاں ہے؟ میاں یہاں آگ یہاں ہے۔
ں تو جو کوئی آتا ہے آگ اپنے ہمراہ لاتا ہے۔ اسلام کا اصلی مقصد تعلق باللہ اور واصل
۔ اہل اللہ کے نزدیک خدا اور بندے کے درمیان غیر اللہ کے کٹ جانے اور ذات
میں فنا ہو جانے کا نام وصال ہے۔ اہل شریعت میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ و جہاد کے
یہ یہ مقصد اللہ تعالیٰ تک پہنچایا کرتے ہیں۔

Marfat.com

شغل برزخ

صوفیائے کرام نے تعلق باللہ، وصول اللہ کے طریقے تعلیم فرمائے ہیں۔ ان
یہ تین مشہور ہیں، اسی پر کامیابی حاصل کرنا ضروری ہے۔ ذکر، مراقبہ، رابطہ۔ قرآن
میں اس کو رابطہ فرمایا گیا ہے۔ اور یہی سند ہے اہل اللہ کی اصطلاح میں رابطہ کا ایک طر
ہے کہ مرید اپنے شیخ اور پیر کی صورت اپنے ذہن میں جمائے یا اپنی صورت کے بعینہ
شیخ کی صورت تصور کرے۔ اس کو شغل برزخ کہتے ہیں۔ یہی رابطہ شیخ ہے اور رابط
صرف محبت شیخ مراد نہیں بلکہ شیخ ایک تصور اور خیال محسوس کا نام ہے۔ چند روز کی مدا
سے وہی صورت اشیاء سے باتیں کرنے لگے گی اور جب تصور زیادہ پختہ ہو جائے گا
صورت ہر وقت رفیق اور ہر معاملے میں مشیر کار ہو گی اور کوئی کام بھی اس کی مرضی کے
نہ ہو سکے گا۔

عالم "ہو" میں مقامات کے متعلق

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ
نُوْرِكُمْ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا، فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ
بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَ

(الحدید ۵۷:۱۳)

ترجمہ: اس روز کہیں گے منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے (اے نیک لوگو
ذرا ہمارا بھی خیال رکھو، ہم روشنی حاصل کر لیں تمہارے نور سے (انہیں) کہا جائے گا

Marfat.com

پیچھے کی طرف اور نور تلاش کرو، پس کھڑکی کر دی جائے گی ان کے اور اہل ایمان کے
یان ایک دیوار جس کا دروازہ ہوگا، اس کے باطن میں رحمت اور اس کے ظاہر کی جانب
ب ہوگا۔

لم "ھو" میں چھ مقامات ھیں:

۱۔ ناسوت ۲۔ ملکوت
۳۔ جبروت ۴۔ لاہوت
۵۔ ماہوت ۶۔ اعراف

ناسوت کے بہتر (72) طبقات ہیں۔ ناسوت دنیا میں وہ مقام ہے جنہیں جہنم
ے طبقات کہہ کر یاد کیا جاتا ہے۔ ان تمام عالموں میں لطیف روحیں رہتی ہیں۔ حتیٰ کہ
وت کا بہتر واں طبقہ سرسبز و شادابی میں پہلے تمام طبقوں سے بڑھا ہوا ہے اور عالم ملکوت
ے پہلے طبقے کی جنتوں سے کچھ ہی کم ہے۔ اس کو اعراف کہتے ہیں۔ اعراف ایک ایسی دنیا
ہے جو دوزخ کے بہتر ویں (72) طبقے اور بہشت کے پہلے طبقے کے درمیان واقع ہے۔
ی کے آگے ایک دیوار ہے جیسا کہ سورۃ الحدید آیت نمبر ۱۳ میں ارشاد ہوا ہے کہ اس دیوار
ے بعد جنتوں کے عوالم شروع ہوتے ہیں۔ جن میں پہلا عالم ملکوت ہے۔ اعراف اور
نت کے پہلے طبقے کے درمیان یہ فرق ہے کہ جنت میں کھانا پینا اور عیش و عشرت کے لوازم
راف سے بہتر ہیں اور بے حد محنت و مشقت سے میسر آتے ہیں۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ اعراف کے لوگ دوسروں کو اپنے سے بہتر حالت میں دیکھ کر
لتے ہیں اور رنج کرتے ہیں۔ یہ کرب ہی ان کے لیے عذاب دوزخ کی حیثیت رکھتا ہے۔

Marfat.com

برخلاف اس کے جنت میں ہر شخص اپنی حالت میں خوش اور اپنے حال میں مگن رہتا ہے
بہشت وہ جگہ ہے جہاں کوئی آزار و تکلیف نہیں ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے سروکار
ہوتا ہے۔ ہر شخص نہ صرف اپنی حالت پر خوش رہتا ہے بلکہ دوسروں کو اپنے سے زیادہ
حالت میں دیکھ کر بھی خوش ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے جنت میں خوشی ہی خوشی ہے، رنج
نام نہیں ہے۔ اس بیان کو پڑھ کر بہت سے لوگ کہیں گے کہ اگر یہی امر واقعہ ہو تو پھر
اور روحانی عالم میں فرق کیا رہ گیا ہے؟

جواب: عالم مثال سارے کا سارا قطعاً روحانی ہے، ہرگز مادی نہیں ہے۔ لیکن ہمارا جسم
روحانی ہوگا اور روحانی جسم کو روحانی عالم کی تمام کیفیات مثلاً راحت، اذیت، سردی، گر
نرمی، سختی وغیرہ بالکل اسی طرح محسوس ہوگی جس طرح عالم مادی میں جسم مادی کو محسوس
ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو قرآن پاک اور حدیث مبارکہ میں عذاب دوزخ اور وہاں کی تکلی
کا جو بیان ہے مثلاً آگ، کھولتا ہوا پانی لہو اور پیپ سب کا سب بے معنی ہوتا ہے۔
طرح جنتوں کا بیان جو حور و قصور، باغات وغیرہ کا ذکر ہے وہ بھی کوئی معنی نہ رکھتا ہو۔

اعراف کے بعد جنتوں کا عالم شروع ہوتے ہیں جن میں پہلا عالم ملکوت
ہے۔ اس کے چھتیس طبقات ہیں جس میں سے ہر طبقہ پہلے اور پچھلے طبقے سے بہتر و لطیف
ہوتا ہے۔ ملکوت کے بعد جبروت اور اس کے بعد عالم لاہوت ہے۔ جبروت اور لاہ
دونوں طبقوں میں اٹھارہ اٹھارہ طبقات ہیں جن میں ہر طبقہ عمارت و امارت وسع
رفعت، سرسبزی شادابی اور نزہت و لطافت میں اپنے پچھلے تمام طبقات سے کہیں زیاد
و برتر ہے۔

Marfat.com

ان جنتوں میں جو محلات وتصور، باغات، نہریں، چشمے، پھل پھول، ملکوت روبات، حوریں اور غلماء ہیں اور جو کیف وسرور اللہ تعالیٰ کی تجلیات اور لقا (دیدار) سے تا ہے۔ جن لوگوں کو شبہ ہو تو قرآن پاک اور حدیث کی طرف رجوع کریں۔ یہاں تک ہوت کا ذکر ہے۔ ان عوالم میں سب سے بڑا فرق کثافت اور لطافت کا ہے۔ عالم ہو کا ہلا طبقہ سب سے کثیف ہے۔ اس کے بعد لطافتوں میں ترقی ہوتی چلی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ رش اور اس کے مرکزی نقطہ پر جہاں عین ذات کی حقیقت ہے، اس لطافت کی تکمیل ہو بائی ہے۔

عالم لاہوت کے بعد عالم ہائے ہوت واقع ہے جس کے چودہ طبقے ہیں۔ ہائے ہوت کا پہلا طبقہ لطافت میں اس قدر بڑھ گیا ہے کہ وہاں کی جنتیں اور ان کے قصور، صاحب بصیرت روحوں کو بھی محض دھندلے نقوش کی طرح نظر آتے ہیں۔ اگلے طبقات میں یہ نقوش اور بھی لطیف ہوتے ہیں۔ خیالی سے ہو کر رہ جاتے ہیں اور چودھویں طبقے میں صورتوں اور شکلوں کا تخیل بھی غائب ہو جاتا ہے اور عالم بے شکل وصورت باقی رہ جاتا ہے۔ اس عالم بے صورتی میں صرف ان اولیاء اللہ کی روحیں رہتی ہیں جو عرفان درجہ کمال حاصل کر کے دنیا سے رخصت ہوتی ہیں۔

اس کے بعد عالم ھو ہے۔ اس کے بعد طبقات کا فرق متمیز نہیں ہوتا۔ پھر اگلا قدم پچھلے قدم سے زیادہ لطافت کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ ایک نور کا سا میدان ہے۔ جہاں تجلیات الٰہی کے سوا اور کچھ بھی نہیں اور ان تجلیوں میں ہر قسم کی لذتیں، کیفیتیں موجود

Marfat.com

ہیں۔ عالم ھوان بزرگوں کی روحوں کا مسکن ہے جنہوں نے قرآنی ہدایت پر عمل کر کے اپنے آپ وکامل کیا ہوا ہے اور حقیقی معنوں میں دنیا کی ہر چیز سے قلبی تعلق منقطع کر کے صرف اللہ تعالیٰ کے ہو گئے ہیں۔ دراصل جنتیوں کے طبقات ہشت بہشت عالم لاہوت پر ختم ہو جاتے ہیں اور عالم ہائے ہوت اور عالم ہو جنت کے طبقات نہیں ہیں بلکہ یہ طبقات جنت کی روح یا معنوی شکل ہیں۔ سورت فرقان کے آخری رکوع میں کہا گیا ہے کہ دوزخ بہت ہی بری جگہ خواہ مستقلاً رہنے کے لیے ہو یا عارضی قیام کے لیے ہو۔ پھر اسی رکوع کے آخر میں ارشاد ہوا ہے کہ جنت بہت ہی اچھی جگہ ہے جس میں جنتی لوگ خوش وخرم رہتے ہیں۔

شعاع روح:

انسان کی روح ایک شعاع کی طرح ہے۔ اس شعاع کا پہلا سرا روح بسیط میں ہے اور دوسرا سرا انسان کے جسم میں لگا ہوا ہے۔ دونوں کو ملانے والا "لا" ہے۔ سورت ھود میں ارشاد ہے کہ کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ اس کے سرے سے پکڑے ہوئے نہیں ہے۔ یعنی روح کا پہلا سرا مراد ہے۔ روح اس جسم فانی سے نکلنے کے بعد یہ کس طرح سفر آخرت طے کرتی ہے؟ یہ مضمون بے حد مشکل ہے۔ اس لیے آسانی کی خاطر ہم اس شعاع کے پہلے سرے کو الف جو روح بسیط یا روح کل کے ساتھ جڑا ہوا ہے اور دوسرے سرا کو ج کہیں گے جو کہ انسان کے جسم کے ساتھ پیوست ہے۔ الف اور ج کے درمیان ہ روح کا مقام محمود ہے جہاں روح وجود امری سے جسم مثالی اختیار کرتی ہے۔ اسی مقام کو ب کہیں گے۔ اسی طرح پوری شعاع کی ترتیب ہوئی۔

Marfat.com

اب ہم الف، ب، ج کے کچھ خواص بیان کرتے ہیں جس سے بہت سے نادر اور معلوم نکات واضح ہوں گے اور یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ واپسی کا سفر کس طرح طے ہوتا ہے۔ صلاحیت یا وضاحت کی پوری کوشش کے باوجود ہم جانتے ہیں کہ یہ باتیں اہل بصیرت و اہل عرفان حضرات کے سوا دوسروں کی سمجھ میں پوری طرح ہرگز نہ آنے پائیں گی۔ تاہم کچھ لکھا جاتا ہے کہ علم کے ابلاغ اور تفکر کی غرض سے ہے۔ روح ایک شعاع ہے۔ یہ شعاع جب تک اللہ تعالیٰ کے حکم یعنی موت نہ آئے، ہمیشہ اور بروقت الف سے ج تک قائم رہتی ہے، یعنی کوئی چیز اس کو منقطع نہیں کر سکتی۔ سورت فرقان میں ہے کہ کیا نہیں دیکھا تو نے اپنے رب کی طرف کتنی لمبی کر دی ہے پرچھائیں۔ اگر ہم چاہتے تو اس کو ٹھہرائے رہتے لیکن پھر ہم نے سورج کو اس کی دلیل بنایا اور پھر کھینچ لیا۔ اس پر چھائیں کو علماء ظاہر نے کہا کہ ظل سے مراد مادی شعاع کا سایہ لیا ہے جو سورج سے پیدا ہوتا ہے۔ ایسے سایہ کے لیے ضروری ہے کہ سورج پہلے سے وجود ہو حالانکہ آیت میں پہلے پرچھائیں یا سایہ کرنے کا ذکر ہے۔ اگر ہم چاہتے تو اسے قائم رکھتے لیکن ہم نے سورج کو دلیل بنایا اور پرچھائیں کو آہستہ آہستہ اپنی طرف کھینچ لیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت کا مفہوم کچھ اور ہی ہے۔

ہوسکتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ دکھانا تھا کہ انسانی روح کس طرح بیدار ہوتی ہے۔ چنانچہ کہا اللہ تعالیٰ نے کہ دیکھو ہماری طرف، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے روح بسیطہ کی ایک روح مجرد کو حکم

Marfat.com

دیا اور حکم سنتے ہی روح نے شعاع پر چھائیں یا ظل کی صورت اختیار کی اور بڑھ کر زمین آ گئی لیکن اسی روح مجرد کو پیدا کرنا مقصود نہ تھا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرمایا یہ طریقہ ہے روح کے نزول اور واپسی کا جو ہم نے آپ کو دکھایا سورج کی دلیل سے طرح سمجھ میں آ جائے گی اس کی شعاعیں کس طرح مخلوقات کو زندہ رکھتی ہیں۔

بہر حال یہ آیت اہل بصیرت کے تفکر کے لیے بڑی نشانی ہے۔ یہ شعاع اس سریع اور لچکیلی ہے کہ انسان پیدل یا سواری پر جانا چاہے اور جس رفتار سے حرکت کرے جہاں چاہے جائے یہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتی ہے۔ الف سے ب اور ب سے ج تک شعاع کے ہر ذرے میں انسان کا ایک جسم مثالی یا ہمزاد موجود ہوتا ہے جو ہو بہو اس کا شکل ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ ج سے جس قدر آگے چلو ہر جسم سے لطیف تر ہوتا چلا جا ہے۔ یہ حقیقت ایک ہی جسم کے لا انتہا مثنیٰ ہے۔ ان کی بابت یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ بہت سے جسم ہیں یا یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ سب ایک ہی جسم ہے۔ الفاظ میں یہ بات سمجھانا بہت دشوار ہے۔ مندرجہ ذیل مثال سے کچھ سمجھ میں آیا تو بہتر ہے۔ مثال درج ذیل ہے۔

مثال: فلم کے ذریعے علم حاصل کرنے یا ہم مثالی جسموں کا علم فلم کے ذریعہ حاصل سکتے ہیں۔

مثال:

سینما ہال، سینما ہال کا تصور کیجئے ایک طرف آپریٹرز روم ہے اور دوسری طرف پردہ سکرین ہے۔ دونوں کے درمیان 200 فٹ لمبا ہال ہے۔ آپریٹرز روم میں انجن ا

Marfat.com

مشینیں وغیرہ ہیں۔ ایک چرخی پر فلم چڑھی ہوئی ہے جس کے سامنے دیوار پر ایک کول وراخ ہے۔ آپریٹر روشنی ڈالتا ہے جو کہ فلم میں ایک تصویر پر پڑتی ہے اور تصویر روشنی کی شعاعوں پر سوار ہو کر پردے پر نظر آنے لگتی ہے۔

اب مثلاً اس فلم کو روح بسیط خیال کیجئے اور اس تصویر کو جو روشنی کے ذریعے پردے تک بھیجی گئی ہے۔ روح مجرد اور پیچھے سے جو روشنی پڑتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ کا نور سمجھ لیجئے اور فلم کی سطح پر پردے تک جو خلاء ہے اس کو عالم مثالی اور نور پردہ سکرین کو عالم مادی سمجھ لو۔ اب ہمارے سوال کا جواب لیجئے کہ فلم سے پردے تک جو خلا ہے کیا اس میں کوئی ذرہ بھی ایسی جگہ ہے جہاں وہ تصویر نہ ہو۔ جو فلم میں غیر متحرک ہے اور پردے پر متحرک یا جاندار نظر آ رہی ہے اور یہ بھی بتایئے کہ فلم کی تصویر سے پردے کی تصویر تک کوئی ذرہ برابر جگہ ان شعاعوں میں ایسی ہے جہاں تصویر کا وجود نہ ہو اور بتایئے کہ یہ جسم ایک ہی ہے یا کہ بہت سے ہیں۔

مثال یقیناً دوسری باتوں کے لحاظ سے ناقص ہے مگر سمجھانے کے لیے ہم کو اس سے اچھی مثال معلوم نہیں ہے۔ انسان کو مادی دماغ اپنے حواص خمسہ اور عقل تجربے سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ مثالی جسموں کو بھی ان کی لطافت کے مطابق منتقل ہوتا رہتا ہے اور بصیرت باطنی بھی منتقل ہوتی ہے۔ انسان کا قلب جن جذبات سے متاثر ہوتا ہے مثالی جسموں پر بھی تدریجاً اثر انداز ہوتے ہیں۔ انسان کے نفس و عقائد و اعمال سے جو رنگ پکڑتا ہے ان کے اجسام مثالی بھی وہی رنگ پکڑ لیتے ہیں۔ انسان میں نیک و بد اعمال سے

Marfat.com

کرداری جو طاقت یا کمزوری پیدا ہوتی ہے وہ مثالی اجسام سے بھی نفوذ کر جاتی ہے۔ شعاعیں انسانی ارادے کی قوت کے مطابق چشم زدن میں کائنات کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک حرکت کر سکتی ہیں۔

اگر یہ شعاع کسی کامل حقیقت شناس کی روح ہو تو وہ اپنی قوت ارادی سے بہ حکم خداوند تعالیٰ اپنے مثالی جسم کو اس زمین پر یا کل کائنات میں جہاں چاہے مجسم کر سکتا ہے۔ یہ روح ہر طاقت پر موقوف ہے یا وہ اپنے جسم مادی کو جہاں چاہے منتقل کر سکتا ہے۔ یہ وہ راز ہے کہ اکثر اولیاء اللہ ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر موجود پائے گئے ہیں اور پائے جاتے ہیں۔ حصہ ج مقام محمود اپنے اوپر والے حصے ب اور الف کے ذریعہ قضا وقدر کی طرف سے نازل ہونے والے احکام سے اثر پذیر ہوتا ہے۔ یہ تقدیر ہے اور یہ خطہ ج وسط تمام عالم مادی اور عالم مثال میں اپنے اردگرد کا اثر بھی اپنی کمزوری یا طاقت کے لحاظ سے قبول کرتا ہے۔ جب تک اس کا تعلق نقطہ ج سے رہتا ہے یعنی روحِ مجرد "ج" سے منقطع نہیں ہوتی ہے، جسمانی زندگی تا ہم رہتی ہے۔ موت اور سفر آخرت جب حکم قضا وقدر صادر ہوتا ہے تو نقطہ الف روح بسیطہ یا روح نقطہ ب کو اور نقطہ ب نقطہ ج کو پانی کی طرف کھینچتا ہے اس کشمکش کا فطری تقاضا یہ ہوتا ہے کہ ساری شعاع ج، ب سمٹ کر نقطہ ب یعنی مقام محمود میں جمع ہو لیکن ایسا نہیں ہے۔ بلکہ نقطہ ج ایک جھٹکا محسوس کرتا ہے جسے سکرات کا تشنج کہتے ہیں اور شعاع کے تمام مثالی جسموں میں سب سے کثیف ہونے کے سبب سرے سے الگ ہو جاتا ہے یا الگ کر دیا جاتا ہے۔ اس کا نام موت ہے۔ یعنی رشتہ حیات منقطع ہو جاتا

Marfat.com

ہ۔ الف، ب، ج کے جسم مادی کے سر سے پر سے غیب ہوتے ہی اس کی جگہ وہ جسم مثالی
ے لیتا ہے جو ج کے بالکل متصل تھا۔ اس کو ہم مرنے والے کا روحانی جسم کہتے ہیں۔

اب یہ شعاع نسبتاً ہلکی ہو جانے کی وجہ سے سمٹ کر ناسوت کے پہلے طبقے میں چلی
تی ہے۔ اگر روحانی وجود بہت بھاری اور بوجھل ہے تو وہیں مقیم ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر کسی
ر ہلکا ہے تو جتنا ہلکا ہوگا اسی نسبت سے یہ شعاع نقطہ ب کی طرف سمٹتی ہے اور روحانی وجود
لم ناسوت جہنم کے طبقات کو طے کر جاتی ہے۔ اگر شعاع کے ناسوتی حصے کے سارے ہی
سام مثالی ہمزاد ہلکے ہیں تو یہ ایک دوسرے میں سما کر ایک ہی جسم بن جاتے ہیں۔ اس
رح ناسوتی عالم میں شعاع کا جو حصہ تھا سب سمٹ جاتا ہے اور روحانی وجود جنت کے طبقہ
ول میں پہنچ جاتا ہے۔

اسی طرح اگر شعاع کے ان حصوں کے مثالی جسم بھی جو ملکوت، جبروت، لاہوت
ہائے ہوت میں گزرتے ہیں۔ متناسب طور پر ہلکے ہوں تو شعاع اور سکڑ کر جبروت
ہوت یا اور آگے تک سمٹ کر جاتی ہے اور روحانی اپنے مقام محمود تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ
یامت تک کے لیے سفر آخرت تک کا اختتام ہے۔ ذرا مشکل ہے، اس لیے یہ بات ہم ذرا
ام فہم انداز میں کہتے ہیں کہ جب روح جسم سے نکلتی ہے تو نکیرین اس کو عالم سوت کے
طبقہ اول میں اس مقام پر پہنچا دیتے ہیں جہاں سے اس کو سفر آخرت شروع کرنا ہے۔

اگر یہ روح کسی ایسی آدمی کی ہے جو عالم آخرت اور دیدار الٰہی کے قائل نہ تھے یا
خت گنہگار اور صراط مستقیم سے نابلد تھے تو یہ روح وہیں قید ہو جاتی ہے یا عالم ناسوت کے

طبقہ اول میں ہی بھٹکتی پھرتی ہے۔ سورت انعام آیت نمبر ۳۱ میں ارشاد ہے کہ

تحقیق انہوں نے نقصان اٹھایا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو جھٹلایا یہاں تک کہ جب قیامت آجائے گی ان کے پاس تو وہ کہیں گے افسوس تقصیر کی ہم نے۔

اس آیت کے آخری ٹکڑے اور سورت عنکبوت کی آیت نمبر ۱۳ میں ارشاد تعالیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گناہوں کو بوجھ فرمایا ہے۔ اس لیے جو روح جتنی زیادہ گنہگار ہوگی اتنا ہی اس کو چلنا اور آگے ٹھہرنا دشوار ہوگا۔ ان میں بعض روحیں اس قدر بوجھل ہوں کہ مطلق چل پھر بھی نہ سکیں گی۔ بلکہ مفلوج یا بیمار کی طرح ایک ہی جگہ پڑی رہیں گی۔

بہر حال یہ اپنے اپنے گناہوں کی مقدار تعداد اور نوعیت پر موقوف ہے۔ جو روح اس عذاب کی مستحق ہیں انہیں وہاں پہنچایا جاتا ہے۔ یعنی ناسوت کے ابتدائی طبقات دہکتی ہوئی آگ اور کھولتے ہوئے پانی کا عذاب بھی ہے۔ برخلاف ان کے جو ارواح ایسے محکم اعتقاد صحیح اور نیک اعمال کی وجہ سے ہلکی پھلکی لطیف اور طاقت ور ہوتی ہیں وہ بجلی جیسی سرعت سے عالم ناسوت یعنی طبقات دوزخ کو طے کر کے تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے محمود پر پہنچ جاتی ہیں۔ اولیاء اللہ اور شہداء کی روحیں اس قدر لطیف اور طاقتور ہیں کہ زون میں اپنے مقام محمود پر فائز ہو جاتی ہیں اور انہیں محسوس بھی نہیں ہوتا ہے کہ کس وقت میں طبقات دوزخ پر سے گزر رہے تھے۔ تمام جنتی روح کی سمت سفر اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے اس واسطے فرمایا گیا ہے کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور یہ ارشاد ہوتا ہے کہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ یعنی ہر نفس کو

Marfat.com

ہماری طرف واپس آتا ہے۔اس جگہ نکتہ "طرف" خصوصاً قابل توجہ ہے۔ طرف کے
ے اللہ تعالیٰ کی سمت ظاہر ہوتی ہے۔ یہاں ہمیں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتے ہیں کہ ان
نات میں کچھ کہا گیا ہے اور جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں مثلاً اوپر نیچے آگے پیچھے اور
دیک وغیرہ یہ سب سمجھانے کے لیے ہیں۔ ورنہ عالم مثال اور عالم امر میں اطراف وقت
رفاصلے کے وہ اندازے ہرگز نہیں ہیں جو اس عالم مادی میں ہیں۔لیکن جو لوگ کہتے ہیں
لہ وہاں وقت اور فاصلہ موجود نہیں ہے وہ لوگ غلطی پر ہیں۔ سورت الحج میں ہے کہ اللہ
مائی کا ایک دن ہزار سال کے برابر ہے۔ اگر وقت اور فاصلہ کی مزید حقیقت معلوم کرنی ہو
قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔

بت پرستی کیوں ممنوع ہے؟

سوال: جب صوفیاء کرام کے نزدیک کائنات میں کوئی شے غیر خدا نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہی
اللہ ہے تو پھر بت پرستی کو شرک کیوں کہا جاتا ہے؟ بت غیر اللہ کہاں سے آئے؟

جواب: وہ حقائق اشیاء کیا ہیں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ ہیں یعنی حی (زندہ) محی (زندہ
کرنے والا) حیات یعنی علم کی حقیقت اللہ کا اسم علیم، قدرت کی حقیقت اللہ کا اسم قدیر،
ارادہ کی حقیقت اللہ کا اسم مرید، سماعت کی حقیقت اللہ کا اسم سمیع، بصارت کی حقیقت اللہ کا
اسم بصیر، نفع کی حقیقت اللہ کا اسم نافع، ضرر کی حقیقت اللہ کا اسم ضار ہے، موت کی حقیقت
اللہ کا اسم ممیت ہے۔ اسی طرح ہم کائنات اور اشیائے کائنات کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے
اسمائے حسنیٰ قرار دیتے ہیں۔

Marfat.com

خواص، آثار، افعال:

کائنات اور اشیائے کائنات میں خواص، آثار، افعال جو پائے جاتے ہیں ان کی نسبت خدا کی طرف ہوتی ہے۔ ذرہ سے لیکر آفتاب تک ثریٰ سے لیکر ثریا تک کوئی شے کی خاصیت، کسی تاثیر، کسی فعل میں آزاد و خود مختار نہیں رہتی بلکہ ہر شے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی خاصیت تاثیر اور فعل کی مظہر ہو کر نظر آتی ہے۔ یہاں تک کہ کسی شے کا وجود و حقیقت شے ثابت نہیں ہوتا "وجود شے" حکم الٰہی پر منحصر ہو کر نمود شے میں ظہور الٰہی متعین ہوتا ہے۔ وجود و شہود میں توحید کا مطلب مختصراً یہی ہے۔ اسی اصول سے قطعی کے بعد کائنات ایک عظیم الشان بت خانہ رہ جاتا ہے جہاں قدم قدم پر ذرہ ذرہ اپنے موجود اپنی خاصیت سے مخصوص اپنی تاثیر سے موثر ساری عمر زبان سے کہتے رہتے کہ سب کچھ خدا کے اختیار میں ہے مگر میدان عمل سب کچھ غیر اللہ اور سب کچھ اشیائے کائنات میں احاطہ اقتدار میں نظر آئے گا۔

زبان کو شرک سے بچاتے رہنے اور دل کو شرک میں مبتلا رکھنے پر مجبور کرتے ہیں۔ کائنات اور اشیائے کائنات کے پردے میں اسمائے الٰہی کا ظہور ہے۔ اس لئے عارفین و اہل اللہ کی نظریں ان چیزوں کو بیک وقت دیکھتی ہیں۔ یہی وہ تین اقسام نظر ہیں جو اہل نظر کا منتہائے نظر ہے۔ چوتھی نظر کفر والی، شرک والی اور تفرقہ کی نظر ہو سکتی ہے۔

وہ نظر جو چیزوں کو دیکھ کر خدا کو دیکھتی ہے وہ لباس کو دیکھتی ہے پھر لباس والے کو دیکھتی ہے۔ وہ نظر جو خدا کو دیکھ کر چیزوں کو دیکھتی ہے وہ محبوب جامہ کو دیکھتی ہے اور لباس کو بعد میں۔

Marfat.com

بھر رنگے کہ خواہی جامہ پوشی
من انداز قدرت رامی شناس

ظر جو بیک وقت دونوں کو دیکھتی ہے وہ ظاہر و باطن ،لباس اور صاحب جامہ ہے

ات: **بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ** (ق ۵۰:۱۵)

شے ظہور حق کے باوجود ہر شے کی پرستش کیوں منع ہے۔ اسلام سے پہلے مذاہب میں جو
ت پرستی کا تصور عام ہے مسئلہ صفات الہیہ کی غلط فہمی سے یہ تصور پیدا ہوا تھا۔

جہاں دیکھا یار کا نقشہ پا
پنے سجدہ سر کو جھکا دیا

بت پرستی کا یہی اصول ہے۔ بت پرستی کا دوسرا سبق محبت ہے۔ محبت انسان کو
ھا کر دیتی ہے، بہرہ بنا دیتی ہے۔ محبوب کو انسان دین و مال و جان سے لاکھ بار زیادہ
وب سمجھنے لگا ہے۔ دنیا و مافیہا سب کچھ اس کے قدموں پر قربان کر ڈالتا ہے۔ محبت ہی
ے کرشمے یہ ہیں کہ کاغذ کا پرزہ چوما جاتا ہے۔ اس سے دل کو سکون اور آنکھوں کو نور حاصل
تا ہے۔ اس کاغذ کے پرزے میں ایسی کیا بات ہے؟ بس یہ کہ یہ مکتوب محبوب ہے جو
ف ملاقات مشہور ہے۔ یہ تماشا تو محبت مجازی رات دن دکھلاتی رہتی ہے۔ حقیقی محبت
لہاں اس رسم سے خالی ہے۔ قرآن مجید، آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کا چین، روح کا
مینان کیوں ہے؟ محض اس لیے کہ معشوق حقیقی کا نام و پیام ہے جو سراپا پردہ غیب میں

Marfat.com

مستو ہے کائنات میں اسی کا ظہ ہے۔ظہو کے معنی کائنا ۔۔۔اشیا ئے کائنات کو و
نمود ۔ ds ۔

T-24 –Punjab Uni -20,000 Form 22
VERSITY
MAIL ? ? AM CAMPU

Marfat.com

نیا تصحیح شدہ ایڈیشن

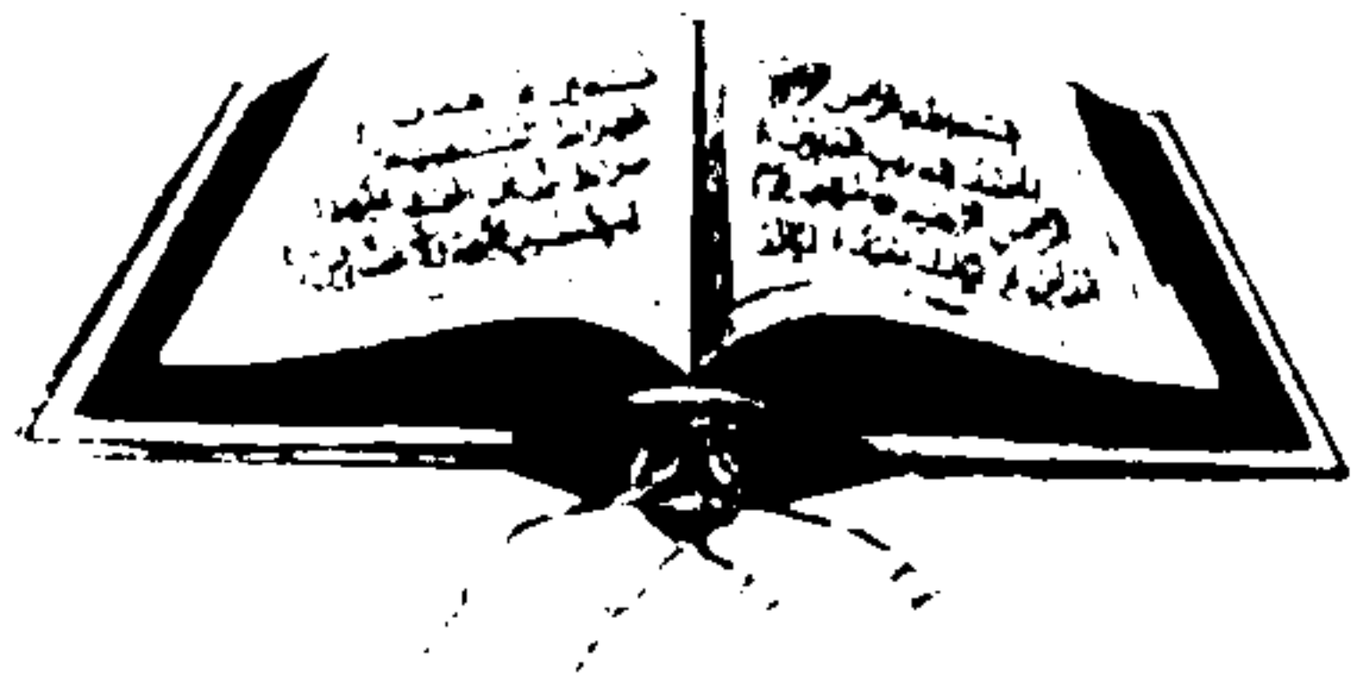

علاجِ سحر

سید میر زمان شاہ چشتی

(المعروف باباجی مردان والے)

نظر ثانی

علامہ محمد عارف جاوید نقشبندی

Marfat.com